# امام اعظم ابوحنیفہ

## نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

## کا مقام و مرتبہ

## حافظ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں


از قلم

مولانا عبید اختر رحمانی

مرتب: نعمان محمد



rehmaani.blogspot.com antighermuqalid.blogspot.com

# امام ابوحنیفہ کا مقام و مرتبہ

حافظ ذہبی کی نظر میں

بجواب

ابوحنیفہ نعمان ابن ثابت کوفی امام ذہبی علیہ رحمہ کی نظر میں

**از قلم**

حضرت مولانا عبید اختر رحمانی

# فہرست

امام ابو حنیفہ کا مقام و مرتبہ حافظ ذھبی کی نگاہ میں 4
دیوان الضعفاو المترو کون کی عبارت 6
تاریخ الاسلام کی عبارات 7
سیر اعلام النبلاء کی عبارات 8
ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل 9
المتکلمون فی الرجال حافظ سخاوی 9
تہذیب الکمال فی اسماء الرجال 10
الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ وحاشیتہ 10
ابن معین حنفی 11
دیوان الضعفاء والمترو کین میں امام ابو حنیفہ کے ترجمہ کے الحاق کی بحث 11
حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اپنے لئے کیا معیار قائم کیا 12
ایک اعتراض کا جواب -- قلیل الروایہ 14
ضعف ابو حنیفہ فی الحدیث کی بحث 23
امام ابو حنیفہ کی ثقاہت کی بحث 26
امام ابو حنیفہ پر محدثین کرام کی جرح اور ان کی نوعیت 28
مناقب ابی حنیفہ کی عبارت کا درست مفہوم 31
اقوال کی استنادی حیثیت پر بحث موضوع سے خارج 32
البانی و مقبل الوداعی کے حوالے 33
کفایت اللہ کی تاویل اور اس کی غلطی 33
امام اعظم کی حدیث سے متعلق اقوال 34
مناقب ابی حنیفہ کی عبارت پر بحث 35
دیوان الضعفاء اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ 37
میزان الاعتدال میں ابو حنیفہ کے پوتے اسماعیل پر جرح 39
میزان الاعتدال میں الحاقی ترجمہ پر ایک بحث 41
میزان الاعتدال کے نسخوں پر ایک بحث 42
حافظ سخاوی، عراقی و سیوطی کی عبارات 43

# امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ حافظ ذہبی کی نگاہ میں

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ حافظ ذہبی امام ابو حنیفہ کے بہت مرتبہ شناس ہیں اوران کا بہت عقیدت اوراحترام کے ساتھ ذکر کرتے ہین امام صاحب کے مناقب پر کتاب بھی لکھی ہے اورجہاں کہیں امام صاحب کا تذکرہ کیاہے پوری عقیدت اورمحبت کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔
پہلی مثال لیتے ہیں تذکرۃ الحفاظ کی۔ یہ بات کفایت اللہ صاحب کی بالکل صحیح ہے کہ تذکرۃ الحفاظ میں بہت سے ضعیف حفاظ کا بھی تذکرہ ہے جس پر شاکر ذیب فیاض الخوالدۃ نے باقاعدہ ایک کتاب لکھی ہے الرواۃ الذین ترجم لھم الذہبی فی تذکرۃ الحفاظ وحکم علیھم بالضعف فی کتبہ الضعفاء واسباب ذلک اوراس کتاب میں ان تمام رواۃ کا جائزہ لیاہے جس کو انہوں نے تذکرۃ الحفاظ میں ذکر کیاہے اور پھر انہی حفاظ کا ذکر اپنی ضعفاء کی کتاب میں کیاہے۔

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں جن حضرات کاذکر کیاہے۔اس کے ترجمہ میں جیسا کہ دیکھاجاسکتاہے حافظ ذہبی نے خود ان کے ضعف اور کذب کی تصریح کردی ہے۔ اس کے برعکس کفایت اللہ صاحب یادوسرے حضرات خوردبین لگاکر دیکھیں۔تذکرۃ الحفاظ میں کہیں بھی امام ابو حنیفہ کے تذکرہ میں کوئی ضعف یاکذب یاکسی دوسرے نامناسب امر کابیان ہے؟

اس اہم فرق کو نگاہ میں رکھیں۔

دوسری کتاب جہاں تک معین المحدثین کاذکر ہے۔اس میں ہم چلیں اس سے صرف نظر کرلیتے ہیں کہ صرف ثقہ راویوں کاذکر نہیں ہے لیکن کم ازکم اتناتوثابت ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حفاظ حدیث کی صف میں ہیں۔اور جولوگ امام ابو حنیفہ کو قلیل الحدیث کہتے ہیں وہ جہالت وسفاہت کا مظاہرہ اور مجاہرہ دونوں کررہے ہیں۔میرے خیال سے اتنی بات ماننے میں کسی کو بھی کوئی عذر نہ ہوگا۔

آگے بڑھتے ہیں۔مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ کی جانب۔

فصل فی الاحتجاج بحدیثه
اختلفو فی حدیثیه علی قولین فمنهم من قبله وراه حجة ومنهم من لینه لکثرة غلطه فی الحدیث لیس الا قال علی بن المدینی : قیل لیحیی بن سعید القطان کیف کان حدیث ابی حنیفة قال:لم یکن بصاحب حدیث.
قلت: لم یصرف الامام همته لضبط الالفاظ والاسناد ،وانماکانت همته القران والفقه ،وکذلک حال کل من اقبل علی فن فانه یقصر عن غیره
ومن ثم لینوا حدیث جماعة من ائمة القراء کحفص،وقالون،وحدیث جماعة من الفقهاء کابن ابی لیلی ،وعثمان البتی،وحدیث جماعة من الزہاد کفرقد السبخی،وشقیق البلخی ، وحدیث جماعة من النحاة ،وماذاک لضعف فی عدالة الرجل،بل لقلة اتقانه للحدیث،ثم هوانبل من ان یکذب
وقال ابن معین فیماروٰه عنه صالح بن محمد جزرة وغیره،ابوحنیفه ثقه ،
وقال احمد بن محمد بن القاسم بن محرز،عن یحیی بن معین: لاباس به۔وقال ابوداؤد السجستانی:رحم الله مالکاکان اماما،رحم الله اباحنیفه کان اماما۔
امام ابو حنیفہ کی احادیث سے احتجاج کے بارے میں فصل

ان کی احادیث کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے دو قول ہیں۔ بعض نے ان کی احادیث کو قبول کیا ہے اوران کو حجت تسلیم کیا ہے اوران میں سے بعض نے ان کو لین قرار دیاہے اوراس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کی احادیث میں کثرت سے غلطیاں واقع ہوئی ہیں۔

میں کہتاہوں کہ امام (ابوحنیفہ) نے حدیث کے الفاظ اوراسناد کے ضبط کی جانب توجہ نہیں دی اس کی پوری توجہ قران اور فقہ کی جانب تھی اورایساحال ہراس شخص کاہوتاہے جوکسی فن کی جانب متوجہ ہوتاہے تو وہ دوسرے سے قاصر رہتاہے اوراسی میں سے یہ ہے کہ ائمہ جرح وتعدیل نے ائمہ قرات میں سے حفص اور قالون کو لین(ایک گونہ ضعیف) قرار دیااور فقہاء کی ایک جماعت جیسے ابن ابی لیلی عثمان البتی کو لین قرار دیا اورزہاد کی ایک جماعت فرقد السنجی، شقیق البلخی کو حدیث میں لین قرار دیااور نحویوں کی ایک جماعت کو حدیث میں لین قرار دیا۔اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کی عدالت میں کوئی کمزوری تھی بلکہ حدیث کی پختگی میں قلت تھی پھر وہ اس سے پاک تھے کہ وہ جھوٹ بیان کریں۔

صالح بن محمد جزرہ اوردوسروں نے ابن معین سے نقل کیاہے کہ امام ابوحنیفہ ثقہ تھے۔

احمد بن محمد قاسم بن محرز نے یحیی بن معین سے امام ابوحنیفہ کے بارے میں نقل کیاہے۔کوئی حرج نہیں۔اورامام ابوداؤد السجستانی کہتے ہیں اللہ امام مالک پر رحم کرے وہ امام تھے اللہ امام ابوحنیفہ پر رحم کرے کہ وہ امام تھے۔

حافظ ذہبی نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کااختلاف نقل کیاہے۔اولا اس قول کو نقل کیاہے کہ امام ابوحنیفہ حدیث میں لین تھے۔

اس کے بعد حافظ ذہبی نے اس کی توجیہہ بیان کی ہے کہ اگر وہ لین ہیں تواس کی وجہ کیاہوسکتی ہے۔انہوں نے بیان کیاکہ امام صاحب نے اپنی پوری توجہ حفظ اسناد والفاظ حدیث کی جانب نہیں دی اسی لئے یہ غلطیاں واقع ہوئیں ان حضرات کے خیال کے مطابق جو امام ابوحنیفہ کو لین قرار دیتے ہیں۔پھراس کی مثالیں نقل کیں کہ دیگر ائمہ قرات اور فقہاء کو بھی اسی سبب سے محدثین نے لین قرار دیاہے۔

یہاں پر حافظ ذہبی نے دوٹوک فیصلہ نقل کر دیاہے کہ امام صاحب اور دیگر فقہاء زہاد کی عدالت میں کوئی کلام نہیں ہے اب اس پر مقبل جیسے لوگوں کو شرم آنی چاہئے جو نشرالصحیفۃ جیسی کتاب لکھتاہے۔

اس کے بعد آخر میں(اورآخری کلام ہی عموما مصنف کی مراد سمجھی جاتی ہے)حافظ ذہبی نے یحیی بن معین اورامام ابوداؤد سے امام ابوحنیفہ کی توثیق نقل کی ہے۔

اس سے صاف واضح ہے کہ حافظ ذہبی نے قلۃ اتقان فی الحدیث اور عدم توجہ کی بات کہی ہے وہ دراصل امام صاحب کے جارحین کے لئے بطور عذر کہی ہے نہ کہ خود حافظ ذہبی امام صاحب کو ضعیف فی الحدیث سمجھتے ہیں۔اس کی مزید وضاحت آگے بیان ہوگی۔

دیوان الضعفاءوالمتروکون میں حافظ ذہبی کی یہ عبارت ہے۔جیساکہ ناقد نے نقل کیاہے۔

النعمان الامام رحمه الله. قال ابن عدي: عامة ما يرويه غلط وتصحيف وزيادات وله احاديث صالحة وقال النسائي: ليس بالقوي في الحديث كثير الغلط علي قلة روايته وقال ابن معين: لا يكتب حديثه [ديوان الضعفاء والمتروكين، ص:٤١١ ، ٤١٢]۔

لیکن اس عبارت کے حافظ ذہبی کی جانب مستند ہونے میں کئی شکوک وشبہات ہیں۔

:1 حافظ ذہی کی کتابوں میں سے ایک المغنی فی الضعفاء ہے۔اس کتاب میں انہوں نے میزان الاعتدال کی طرح ہر متکلم فیہ راوی کاذکر کیاہے خواہ کتناہی ثقہ وغیرہ کیوں نہ ہو۔چنانچہ اسی کتاب میں اپنے منہج کے بارے میں لکھتے ہیں۔

لم اذكر بنداراوامثاله فی کتابی للین فیه عندی،ولکن لئلا یتعقب علی فیهم ،فیقول قائل،فیهم مقال (المغنی فی الضعفاء رقم 5387)

باوجودیکہ اس میں ثقات ائمہ کاذکر کیاگیاہے اس میں امام ابوحنیفہ کاتذکرہ نہیں ہے۔

2: یہ کتاب حافظ ذہبی کے آخری عہد کی کتابوں میں سے ہے۔جیساکہ اس کتاب کے محقق نورالدین عترلکھتے ہیں۔

انہانسخت وقوبلت علی المولف فی اواخرحیاته سنه738کماهومثبت بخطه رحمه الله فهی تمثل الوضع الاخیر للکتاب الذی ارتضاه المولف فان الذهبی انهی تبیضه سنه720ثم شرع بعده فی کتابه میزان الاعتدال وفرغ من تبیضه سنه728

یہ کتاب حافظ ذہبی پر 737کو پڑھی گئی۔یہ کتاب حافظ ذہبی کے اپنے قلم سے لکھے گئے نسخہ سے حافظ سفاقسی نے نقل کیاہے اورخود مولف کے سامنے پڑھ کر تصدیق حاصل کی۔اسی نسخہ سے یہ کتاب لکھی گئی ہے اس کتاب میں کہیں بھی امام ابوحنیفہ کاتذکرہ نہیں ہے۔

اسی طرح حافظ ذہبی کی ضعفاء پر لکھی گئی مشہور عالم کتاب میزان الاعتدال میں کہیں بھی امام ابوحنیفہ کاتذکرہ نہیں ہے جیساکہ اس کے دلائل میں اپنے مضمون مین دے چکاہوں۔

اس کے کچھ اقتباسات نقل کرتاہوں۔

شیخ عبدالفتاح ابوغدہ فرماتے ہیں 1382ہجری میں مجھے مغرب جانے کا اتفاق ہوا۔وہاں کے خزانہ عامہ میں(129ق)میزان الاعتدال کاناقص نسخہ ہے جو حافظ ذہبی کا لکھاہواہے۔جو عثمان بن مقسم البری سے شروع ہوکر آخرکتاب تک ہے۔

اس نسخہ کے حواشی میں بہت سارے زیادات اور حواشی ہیں جو ہر صفحہ پر موجود ہیں یہاں تک کہ بعض صفحات میں زیادات اور حواشی تہائی اورچوتھائی صفحہ کے قریب تک پہنچ جاتے ہیں۔پوری اصل کتاب ایک خط میں ہے جب کہ زیادات اور حواشی الگ الگ خطوں میں لکھے گئے ہیں۔یہ الحاقات اور حواشی کتاب کے چاروں طرف ہیں۔اس نسخہ میں ایسابھی ہے کہ اپنی جانب سے کسی صفہ وغیرہ کو بیچ میں داخل کرکے کچھ لوگوں نے حواشی لکھے ہیں جس کو شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے اوراق مدرجہ سے تعبیر کیاہے۔اصل نسخہ کے آخری ورق پر بہت ساری قرائتوں کیتاریخ اوراس نسخہ سے دیگر جو نسخے نقل کئے گئے ہیں ان کا اظہار ہے۔اس سے ثابت ہوتاہے کہ یہ نسخہ مولف پر کئی مرتبہ پڑھاگیااوراصل نسخہ سے دیگر لوگوں نے مقابلہ کرکے نقل بھی کیاہے۔ان میں سے چند کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

انهاه کتابةًومعارضة داعیالمولفه عبدالله المقریزی فی سنة تسع وعشرین وسبع ماءة

انهاه کتابة ومعارضة ابوبکربن السراج داعیالمولفه فی سنة ثلاث وثلاثین وسبع ماءة

فرغه نسخامرة ثانیة داعیالمولفه ابوبکر بن السراج عفاالله عنه فی سنة تسع وثلاثین وسبع ماءة

اب کچھ تذکرہ امام ذہبی پر اس نسخہ کے قرات کئے جانے کا۔

قرات جمیع هذالمیزان وبوسفران علی جامعه سیدنا شیخ الاسلام الذهبی ابقاه الله تعالی،فی مجالس آخرها یوم السبت ثانی عشر شهررمضان سنة ثلاث واربعین وسبع ماءة بالمدرسة الصدریه بدمشق وکتب سعید بن عبدالله الدہلی عفاالله عنه

قرآت جمیع هذاالکتاب علی جامعه شیخناشیخ الاسلام ۔۔۔الذهبی فسح الله فی مدته ،فی مجالس آخرها یوم الجمعة ثانی عشر رجب الفرد سنة خمس واربعین وسبع ماءة بمنزلة فی الصدریه،رحم الله واقفها بدمشق المحروسة،وکتبه علی بن عبدالمومن بن علی الشافعی البعلبکی حامداًومصلیاًعلی النبی وآله مسلماً

قرات جميع كتاب ميزان الاعتدال فى نقدالرجال وماعلى الهوامش من التخاريج والحواشى والملحقات بحسب التحرير والطاقة والتؤدة على مصنفه شيخناالام العلامة ۔۔۔الذهبى فسح الله فى مدته فى مواعيد طويلة وافق آخرها يوم الاربعاء العشرين میں شهر رمضان المعظم فى سنة سبع واربعين وسبع ماءة فى الصدريه بدمشق ،واجاز جميع مايرويه وكتب محمد(بن على الحنفى)بن عبدالله۔۔۔۔۔

جیسا کہ دیکھا جاسکتا ہے کہ یہ حافظ ذہبی پر ان کے آخری ایام میں علی الاطلاق پڑھا گیا ہے اور اس میں امام ابو حنیفہ کا تذکرہ نہیں ہے۔اس سے قبل ان کے انتقال سے 11 سال پہلے المغنی فی الضعفاء لکھی گئی اس میں بھی امام ابو حنیفہ کا تذکرہ نہیں ہے۔

یہ تو حال ہوا المغنی اور میزان الاعتدال کے نسخوں کی صحت کا۔اب ذرا جائزہ لیتے ہیں کہ دیوان الضعفاء والمتروکین کے نسخہ کا کیا حال ہے۔تو میرے سامنے جو نسخہ ہے وہ دارالقلم سے شائع ہوا ہے۔اس تحقیق اور فہرست بنانے اور نگرانی کا کام علماء کی ایک جماعت نے کیا ہے۔

اس کا مقدمہ فضیلۃ الشیخ خلیل المیس نے لکھا ہے۔اب ہم مقدمہ میں دیکھتے ہیں کہ صاحب تقدمہ نگار نے اس کے نسخوں کی کیا وضاحت کی ہے اور وہ کتنے موثوق بہ ہیں۔اولا اس کے محققین یا مقدمہ نگار نے اس کے نسخوں کی کوئی وضاحت نہیں کی ہے۔صرف اتنا لکھا ہے

فهذاديوان الضعفاء والمتروكين يضاف الى قائمة مصنفات الذهبى المطبوعة ۔۔۔وينحم الى مجموعة التاريخ لرجال الحديث ذباعن سنة االرسول الكريم صلى الله عليه وسلم

یہ دیوان الضعفاء والمتروکین ہے جو حافظ ذہبی کی تصنیفات کی جانب منسوب ہے اور رسول کریم کی سنت سے دفاع کی خاطر لکھی گئی تاریخ رجال کی کتابوں میں شامل ہے۔اس کے علاوہ کسی نے کچھ نہیں لکھا ہے۔

آپ نے میزان الاعتدال اور المغنی فی الضعفاء میں دیکھ لیا کہ امام ابو حنیفہ کا ذکر وہاں نہیں ہے حالانکہ وہاں ہونا چاہئے کیونکہ حافظ ذہبی کے پیش نظر استیعاب مقصود ہے خواہ متکلم فیہ راوی واقعتاً اور نفس الامر میں ثقہ صدوق اور امام ہی کیوں نہ ہو۔یہی وجہ ہے کہ اس میں امام علی بن مدینی تک کا تذکرہ موجود ہے اور المغنی میں بھی بہت سارے حفاظ حدیث اور ثقہ روات موجود ہیں لیکن موجود نہیں ہیں تو امام ابو حنیفہ۔

الاعتدال اور المغنی فی الضعفاء میں دیکھ لیا کہ امام ابو حنیفہ کا ذکر وہاں نہیں ہے حالانکہ وہاں ہونا چاہئے کیونکہ حافظ ذہبی کے پیش نظر استیعاب مقصود ہے خواہ متکلم فیہ راوی واقعتاً اور نفس الامر میں ثقہ صدوق اور امام ہی کیوں نہ ہو۔یہی وجہ ہے کہ اس میں امام علی بن مدینی تک کا تذکرہ موجود ہے اور المغنی میں بھی بہت سارے حفاظ حدیث اور ثقہ روات موجود ہیں لیکن موجود نہیں ہیں تو امام ابو حنیفہ۔

دیوان الضعفاء والمتروکین کے نسخوں اور صحت وصداقت سے قطع نظر کچھ داخلی شہادتیں بھی ہیں۔

امام ذہبی نے اس کے علاوہ مختلف تراجم کی کتابوں میں امام ابو حنیفہ کا تذکرہ کیا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں حافظ ذہبی نے کہیں امام ابو حنیفہ کی تضعیف کی نشاندہی کی ہے۔اولا ہم تاریخ الاسلام کو لیتے ہیں۔یہ حافظ ذہبی کی مشہور کتابوں میں سے ہے یہاں پر بھی انہوں نے تراجم کے تذکرے میں اپنے محدثانہ جوہر دکھائے ہیں۔یہاں پر بھی وہ راویوں کی حیثیت پر بے محابہ کلام کرتے چلے جاتے ہیں۔ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال نقل کرکے محدثین،حفاظ اور رواۃ کی علم حدیث میں اور دیگر علوم وفنون میں مقام ومرتبہ کا تعین کرتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ کے ذکر میں انہوں نے جرح کا ایک بھی لفظ نقل نہیں کیا ہے۔بلکہ اس کے بالمقابل ہمیں اس میں یہ الفاظ ملتے ہیں۔

النعمان بن ثابت. تم. ن. بن زوطى الإمام العلم أبو حنيفة الفقيه مولى بني تيم الله بن ثعلبة

اس کے بعد حافظ ذہبی نے جو کچھ مناقب اور فضائل میں نقل کیا ہے اس پورے کو ذکر کرنا تطویل کا باعث ہوگا اور یہ شاید پورا ایک مقالہ ہی بن جائے گا لیکن ہم کچھ اقوال بطور نمونہ ضرور نقل کرنا چاہیں گے۔

ولا يقبل جوائز السلطان تورعاً، ولهار وصناع ومعاش متسع، وكان معدوداً في الأجواد الأسخياء والأولياء الأذكياء، وع الدين والعبادة والتهجد وكثرة التلاوة وقيام الليل رضي الله عنه.

سلطان کے تحفائف قبول بطور احتیاط قبول نہیں کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ ان کا اپنا پیشہ تھا اور بطور معاش وہ خوشحال تھے اور وہ منتخب سخیوں، اولیاء اللہ ذہین ترین لوگوں میں سے تھے اسی کے ساتھ دین عبادت تہجد اور کثرت تلاوت اور قیام اللیل کے اوصاف سے متصف تھے۔

وقال صالح بن محمد جزرة وغيره: سمعنا ابن معين يقول: أبو حنيفة ثقة. وروى أحمد بن محمد بن محرز عن ابن معين قال: لا بأس به، لم يهم بكذب،وقال أبو داود: رحم الله مالكاً، كان إماماً، رحم الله الشافعي، كان إماماً، رحم الله أبا حنيفة، كان إماماً، سمع ابن داسة منه.

وقال الخريبي: ما يقع في أبي حنيفة إلا حاسد أو جاهل. وقال يحيى القطان: لا نكذب الله ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة، وقد أخذنا بأكثر أقواله. وقال علي بن عاصم: لو وزن علم أبي حنيفة بعلم أهل زمانه لرجح عليهم. وقال حفص بن غياث: كلام أبي حنيفة في الفقه أدق من الشعر لا يعيبه إلا جاهل. وقال الحميدي: سمعت ابن عيينة يقول: شيئان ما ظننتهما يجاوزان قنطرة الكوفة: قراءة حمزة، وفقه أبي حنيفة، وقد بلغنا الآفاق.) وعن الأعمش أنه سئل عن مسألة فقال: إنما يحسن هذا النعمان بن ثابت الخزاز، وأظنه بورك له في علمه.

یہ میں نے تھوڑا سا نمونہ نقل کیا ہے۔ اس میں کوئی بھی دیکھ سکتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے ذکر میں جرح کا ایک کلمہ تک نہیں ہے۔

حافظ ذہبی کی دوسری کتاب ہے **سير اعلام النبلاء**

حافظ ذہبی کی عمر کے آخری کتابوں میں سے ایک ہے۔ اسے لکھتے لکھتے حافظ ذہبی کی آنکھوں میں قلت روشنی کی شکایت پیدا ہو گئی اور وفات سے قبل وہ پورے طور پر اندھے بھی ہو گئے تھے۔ سیر اعلام النبلاء میں کئی مقامات پر انہوں نے نزول الماء اور آنکھوں میں قلت روشنی کی شکایت بھی کی ہے۔ اس کتاب میں وہ امام ابو حنیفہ ترجمہ کی ابتداء میں لکھتے ہیں۔

الإِمَامُ، فَقِيْهُ المِلَّةِ، عَالِمُ العِرَاقِ، أَبُو حَنِيْفَةَ النُّعْمَانُ بنُ ثَابِتِ بنِ زُوْطَى التَّيْمِيُّ، الكُوْفِيُّ، مَوْلَى بَنِي تَيْمِ اللهِ بنِ ثَعْلَبَةَ. وَعُنِيَ بِطَلَبِ الآثَارِ، وَارْتَحَلَ فِي ذَلِكَ، وَأَمَّا الفِقْهُ وَالتَّدْقِيْقُ فِي الرَّأْيِ وَغوَامِضِهِ، فَإِلَيْهِ المُنْتَهَى، وَالنَّاسُ عَلَيْهِ عِيَالٌ فِي ذَلِكَ. 393/6

اس کتاب میں انہوں نے وہ واقعہ نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے سوچا کہ قرات کا علم حاصل کروں، پھر اسے چھوڑا پھر سوچا کہ حدیث حاصل کروں پھر سوچا کہ علم کلام حاصل کروں۔ اس واقعہ کو بے اصل اور موضوع بتاتے ہوئے حافظ ذہبی کہتے ہیں۔

قُلْتُ: الآنَ كَمَا جَزَمتُ بِأَنَّهَا حِكَايَةٌ مُختَلَقَةٌ، فَإِنَّ الإِمَامَ أَبَا حَنِيْفَةَ طَلَبَ الحَدِيْثَ، وَأَكْثَرَ مِنْهُ فِي سَنَةِ مائَةٍ وَبَعدَهَا، وَلَمْ يَكُنْ إِذْ ذَاكَ يَسْمَعُ الحَدِيْثَ الصِّبْيَانُ، هَذَا اصْطِلاَحٌ وُجِدَ بَعْدَ ثَلاَثِ مائَةِ سَنَةٍ، بَلْ كَانَ يَطْلُبُه كِبَارُ العُلَمَاءِ، بَلْ لَمْ يَكُنْ لِلْفُقَهَاءِ عِلْمٌ بَعْدَ القُرْآنِ سِوَاهُ، وَلاَ كَانَتْ قَدْ دُوِّنَتْ كُتُبُ الفِقْهِ أَصلاً. 397/6

پھر جب علم کلام کا ذکر آتا ہے تو اس پر واقعہ کے موضوع ہونے پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قُلْتُ: قَاتَلَ اللهُ مَنْ وَضَعَ هَذِهِ الخُرَافَةَ، وَهَلْ كَانَ فِي ذَلِكَ الوَقْتِ وُجِدَ عِلْمُ الكَلاَمِ؟!!

وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: النَّاسُ فِي الفِقْهِ عِيَالٌ عَلَى أَبِي حَنِيْفَةَ۔

قُلْتُ: الإِمَامَةُ فِي الفِقْهِ وَدَقَائِقِه مُسَلَّمَةٌ إِلَى هَذَا الإِمَامِ، وَهَذَا أَمرٌ لاَ شَكَّ فِيْهِ.

وَلَيْسَ يَصِحُّ فِي الأَذْهَانِ شَيْءٌ * إِذَا احْتَاجَ النَّهَارُ إِلَى دَلِيْلِ

وَسِيْرَتُه تَحْتَمِلُ أَنْ تُفرَدَ فِي مُجَلَّدَيْنِ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَرَحِمَهُ.-

اس کے بعد امام ابو حنیفہ کے تعلق سے ان کے فضائل ومناقب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدُ بنُ سَعْدٍ العَوْفِيُّ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ: كَانَ أَبُو حَنِيْفَةَ ثِقَةً، لاَ يُحَدِّثُ بِالحَدِيْثِ إِلاَّ بِمَا يَحْفَظُه، وَلاَ يُحَدِّثُ بِمَا لاَ يَحْفَظُ.

وَقَالَ صَالِحُ بنُ مُحَمَّدٍ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ: كَانَ أَبُو حَنِيْفَةَ ثِقَةً فِي الحَدِيْثِ.

وَرَوَى: أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ القَاسِمِ بن مُحْرِزٍ، عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ: كَانَ أَبُو حَنِيْفَةَ لاَ بَأْسَ بِهِ.

وَقَالَ مَرَّةً: هُوَ عِنْدَنَا مِنْ أَهْلِ الصِّدْقِ، وَلَمْ يُتَّهَمْ بِالكَذِبِ، وَلَقَدْ ضَرَبَه ابْنُ هُبَيْرَةَ عَلَى القَضَاءِ، فَأَبَى أَنْ يَكُوْنَ قَاضِياً.

اس کتاب میں بھی امام ابو حنیفہ کے ذکر میں جرح کا ایک بھی لفظ مذکور نہیں ہے۔

حافظ ذہبی کی ایک کتاب ہے جس میں انہوں نے علم حدیث کے نقاد اورائمہ جرح کا ذکر کیاہے۔یہ کتاب بہت مختصر ہے اور چند صفحات کی ہے اس کانام ہے۔ ذكر من يعتمد قوله فی الجرح والتعديل ۔ یہ کتاب شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی تحقیق سے شائع ہوچکی ہے۔اس میں امام ابوحنیفہ کا نام تیسرے نمبر پر ہے اس میں وہ امام صاحب کو جہابذہ محدثین میں شمار کررہے ہیں۔حافظ ذہبی کے الفاظ دیکھیں:

فلما كان عندانقراض عامة التابعين فی حدود الخمسين ومئة تكلم طائفة من الجهابذة فی التوثيق والتضعيف فقال ابوحنيفة :مارايت اكذب من جابر الجعفی وضعف الاعمش جماعة ووثق الآخرين وانتقد الرجال شعبه ومالک (صفحہ5،اربع رسائل فی علوم الحدیث175)

دیکھیں عبارت کتنی صاف اورواضح ہے حافظ ذہبی امام صاحب جہابذہ محدثین میں شمار کرتے ہیں اور کفایت اللہ صاحب حافظ ذہبی کی جانب سے کہتے ہیں کہ علم حدیث امام صاحب کا فن ہی نہیں ہے۔اس سے بڑھ کر غلط ترجمانی ہوسکتی ہے؟

برسبیل تذکرہ یہ بات بتاتا چلوں کہ حافظ ذہبی کی اسی کتاب سے مستفاد حافظ سخاوی کی بھی ایک کتاب ہے جس کانام ہے۔المتکلمون فی الرجال یہ کتاب بھی کچھ ہی صحفات کی ہے اوراس میں کل 209 ائمہ جرح وتعدیل کا ذکر ہے اس میں امام ابوحنیفہ کا ذکر 12ویں نمبر پر ہے اوروہ اس سلسلے میں لکھتے ہیں۔ فلما كان عندآخر عصرالتابعين وهو حدود الخمسين ومئة ،تكلم فی التوثيق والتجريح طائفة من الائمة فقال ابوحنيفه :مارايت اكذب من جابرالجعفی ،وضعف الاعمش جماعة ووثق الآ خرين ونظر فی الرجال شعبه وكان متثبتا لايكاد يروى الاعن ثقة وكذا كان مالک۔(اربع رسائل فی علوم الحدیث ص97)

میرے خیال میں اتنے دلائل تولوگوں کیلئے کافی ہیں جو حق اورسچ کے جویاہیں اور جنہوں نے نہ ماننے کی قسم کھار کھی ہے توان سے میرا انخاطب ہی نہیں ہے۔

فذرهم يخوضوا ويلعبوا

حافظ ذہبی کا علم جرح وتعدیل میں جو مقام ہے وہ معلوم ہے حتی کہ حافظ الدنیاابن حجرنے زمزم کا پانی پی کر حافظ ذہبی جیسا بننے کی تمناکی تھی۔اور حافظ سبکی باوجود حافظ ذہبی کے سخت خلاف ہونے کے طبقات الشافعیہ الکبریٰ(9/100-101) میں ان کے حق میں بڑی تعریف نقل کی ہے اس میں یہاں تک نقل کیاہے ان کے علم اور حافظہ کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتاہے:

كانما جمعت الامة فی صعيدفنظرها،ثم اخذيخبر عنهااخبار من حضرها ۔

گویاکہ تمام لوگ ان کے سامنے ہیں اور وہ ان کو دیکھ کر ان کے حالات بتارہے ہیں۔

حافظ ذہبی کی بیشتر کتابوں کا تعلق کسی نہ کسی اعتبار سے جرح وتعدیل سے اور تراجم وسیر سے رہاہے اس میں کچھ کتابیں ضعفاء کیلئے خاص ہیں جن کا بیان اوپر گذر چکا اور کچھ کتابیں ایسی ہیں جس میں انہوں نے صحاح ستہ کے راویوں کا ذکر کیاہے۔اوراس میں ثقہ ضعیف ،کذاب وضاع ہر قسم کے روات کا ذکر ہے۔

اس پر ان کی دو کتابیں بڑی مشہور ہیں۔

ایک تذہیب التہذیب : قارئین سے درخواست ہے کہ ذرادھیان سے پڑھیں اور حافظ ابن حجر کی تہذیب التہذیب اوراس میں فرق کو سمجھیں۔یہ کتاب حافظ مزی کی کتاب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال کا اختصار ہے۔

اس کتاب میں امام ابوحنیفہ کا ذکر رقم نمبر7194 کے تحت ہے۔

اس میں کہیں بھی امام ابوحنیفہ کے ذکر میں جرح کا ایک بھی لفظ نہیں ہے۔بلکہ اس کے مقابل ان کے معاصرین اور بعد والوں سے امام ابوحنیفہ کے فضائل ومناقب منقول ہیں۔اوراس میں ابن معین سے امام ابوحنیفہ کے حق میں توثیق کے اقوال بھی ہیں جو اوپر منقول ہو چکے ہیں۔

اس میں مکی بن ابراہیم سے منقول ہے۔

كان ابوحنيفه اعلم اہل زمانه

یہ مکی بن ابراہیم وہی بزرگ ہیں جن کے طریقہ سے بیشتر امام بخاری کی ثلاثیات منقول ہیں۔اور یہ دھیان رہے کہ اس زمانہ میں محدثین کرام بطور خاص علم کا اطلاق قران وحدیث کے علم پر کیا کرتے تھے۔اسی میں یہ بھی منقول ہے۔

قال ابوالفضل عباس بن عزیز القطان ،حدثنا حرمله ،سمعت الشافعی یقول:الناس عیال علی هولاء ،فمن اراد ان یتبحر فی الفقه فهو عیال علی ابی حنیفه،ومن اراد ان یتبحر فی المغازی فهوعیال علی ابن اسحاق ومن اراد ان یتبحر فی التفسیر فهو عیال علی مقاتل بن سلمان ومن اراد ان یتبحر فی الشعر فی هوعیال علی زہیر بن ابی سلمی ومن اراد ان یتبحر فی النحو فهوعیال علی الکسائی۔

اسی کے ساتھ یہ بھی منقول ہے۔

قال الربیع وغیرہ عن الشافعی قال:الناس فی الفقه عیال علی ابی حنیفه ۔

اس میں یہ بھی منقول ہے۔

روی نصر بن علی عن الخریبی قال: کان الناس فی ابی حنیفه رحمه الله حاسد اوجاہل واحسنهم عندی حالاالجاہل،وقال یحیی بن ایوب :سمعت یزید بن ہارون یقول: ابوحنیفة رجل من الناس خطوه کخطاء الناس ،وصوابه کصواب الناس۔

یزید بن ہارون کا جملہ لگتاہے ان لوگوں کے جواب میں ہے جو امام ابوحنیفہ کی نہایت مذمت کرتے تھے کہ اوران کی غلطیوں کو مشتہر کرکے اور رائی کو پربت بناتے تھے ان کے جواب میں کہاگیاکہ وہ بھی دوسرے لوگوں کی طرح ہیں ان سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں۔

آخر میں حافظ الذہبی کہتے ہیں۔

قلت:قد احسن شیخناابوالحجاج حیث لم یورد شیئا یلزم منه التضعیف تذہیب التہذیب9/225

یہ دیکھئے حافظ ذہبی کی علم جرح وتعدیل اور روات پر لکھی گئی یہ مستقل کتاب ہے۔اسمیں امام ابوحنیفہ کا ذکر6صفحات میں ہے اور ایک بھی حرف امام صاحب کی جرح میں نہیں ہے بلکہ ائمہ محدثین سے ان کے فضائل اوراخلاق وصفات محمودہ کا ذکر ہے اور امام ابن معین سے ان کی توثیق منقول ہے۔پھر آخر میں حافظ الذہبی نے حافظ مزی کے اس صنیع کی توثیق اور تائید کی ہے کہ امام ابوحنیفہ کے ذکر میں تضعیف والے اقوال نقل نہیں کئے اس سے یہ پوری طرح ثابت ہو جاتاہے کہ امام صاحب کا ضعیف ہوناحافظ ذہبی کے نزدیک متحقق نہیں ہے بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے جیساکہ اس کے کتاب سے ظاہر ہورہاہے۔ اس کے علاوہ بھی حافظ ذہبی کی ایک کتاب ہے؛

**الکاشف فی معرفة من له روایة فی الکتب الستة وحاشیته**

اس میں تذہیب التہذیب میں مذکور روات پر مختصر ااحکام جرح وتعدیل ذکر کئے گئے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ حافظ ابن حجر کی التقریب اسی سے ماخوذ بلکہ مستفاد ہے۔واللہ اعلم اس میں بھی امام ابوحنیفہ کا ذکر ہے لیکن جرح کا کوئی بھی لفظ ذکر نہیں ہے۔اس میں وہ امام ابوحنیفہ کو الامام کے اعلیٰ لفظ سے ذکر کرتے ہیں۔ یہ کتاب جرح وتعدیل پر مختصر الکھی گئی کتاب ہے اگر امام ابوحنیفہ ضعیف ہیں جیسا کہ کفایت اللہ صاحب کہتے ہیں اور اپنی بات کی تائید میں آدھے ادھورے حوالہ جات نقل کرتے ہیں تو پھر یہاں حافظ ذہبی کو کیا چیز مانع تھے کہ وہ امام ابوحنیفہ کی تضعیف کا ذکر کرتے بلکہ وہ الامام جیسا بڑا القب امام ابوحنیفہ کو دے رہے ہیں۔ اب اخر میں ہم پھر لوٹتے ہیں دیوان الضعفاء والمتروکین کی جانب اور دیکھتے اور اس کی کچھ حقیقت جاننا چاہتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ حافظ ذہبی اپنی ہر تالیف میں امام ابوحنیفہ کی توثیق میں امام جرح وتعدیل یحیی بن معین کا کلام نقل کرتے ہیں جس کی مثالیں گزر چکی ہیں لیکن اچانک دیوان الضعفاء والمتروکین میں دیکھتے ہیں کہ وہ ابن معین سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سے حدیث نہ لکھی جائے۔اور یہیں در حقیقت الحاق کرنے والے چوک ہوگئی ہے اس نے حافظ ذہبی کے صنیع پر نگاہ نہیں کیا۔

حافظ ذہبی کے نزدیک امام ابن معین غالی حنفیوں میں سے ہے۔دیکھئے وہ کیا کہتے ہیں۔

الرواة الثقات المتكلم فيهم بما لا يوجب" (1|30): «ابن معين كان من الحنفيّةِ الغُلاة في مذهبه، وإن كان مُحَدِّثاً.

ابن معین غالی حنفی ہیں باوجود اس کے کہ وہ محدث ہیں۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ وسیر اعلام النبلاء میں ابن معین کا شمار حنفیوں میں کرتے ہیں چنانچہ اسی میں مذکور ہے کہ جب ابن معین سے پوچھا گیا کہ آدمی امام ابوحنیفہ کے اجتہاد پر عمل کرے یا امام شافعی کے اجتہاد پر تو یحیی بن معین نے کہا

مَا أَرَى لأَحَدٍ أَنْ يَنْظُرَ فِي رَأْيِ الشَّافِعِيِّ، يَنْظُرُ فِي رَأْيِ أَبِي حَنِيْفَةَ أَحَبُّ إِلَيَّ.

میں کسی کیلئے یہ درست نہیں سمجھتا کہ وہ امام شافعی کے اجتہاد پر عمل کرے میرے نزدیک امام ابوحنیفہ کی رائے پر عمل کرنا بہتر اور محبوب ہے۔

اس پر حافظ ذہبی کہتے ہیں۔

قُلْتُ: قَدْ كَانَ أَبُو زَكَرِيَّا -رَحِمَهُ اللهُ- حَنَفِيّاً فِي الفُرُوْعِ، فَلِهَذَا قَالَ هَذَا، وَفِيْهِ انحِرَافٌ يَسِيْرٌ عَنِ الشَّافِعِيِّ.

میں (ذہبی ) کہتا ہوں ابوزکریا(یحیی بن معین) فروعات مین حنفی ہیں اور اسی وجہ سے انہوں نے ایسا کہا اور ان کے اندر امام شافعی سے تھوڑا انحراف بھی ہے۔ اس سے ایک بات تو متحقق ہے کہ حافظ ذہبی کے نزدیک ابن معین سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی توثیق ہی ثابت ہے تضعیف ثابت نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ حافظ ذہبی ابن معین سے امام ابوحنیفہ کی توثیق نقل کرتے ہیں۔اس میں استثناء صرف ایک مقام کا ہے اور وہ ہے دیوان الضعفاء والمتروکین مجھے لگتا ہے کہ یہیں پر الحاق کرنے والے سے چوک ہوگئی کہ اس نے ابن معین سے امام ابوحنیفہ کے حق میں جرح نقل کر دیا جو کہ حافظ ذہبی کی دیگر کتابوں کے برعکس ہے۔

دیوان الضعفاء والمتروکین میں امام ابوحنیفہ کے ترجمہ کے الحاق کی ایک شہادت یا تائید یہ بھی ہے کہ شاکر ذیب فیاض الخوالدۃ نے الرواة الذين ترجم لهم الذہبی فی تذكرة الحفاظ وحكم عليهم بالضعف فی كتبه الضعفاء واسباب ذلک میں ان تمام رواۃ کا جائزہ لیا ہے جس کو انہوں نے تذکرۃ الحفاظ میں ذکر کیا ہے اور پھر انہی حفاظ کا ذکر حافظ ذہبی نے ضعفاء کی کتابوں مثلا میزان الاعتدال، دیوان الضعفاء والمتروکین، المغنی فی الضعفاء اور ذیول میں کیا ہے، اس کتاب میں بھی امام ابوحنیفہ کا ذکر نہیں ہے۔اگر امام ابوحنیفہ کا ذکر دیوان الضعفاء میں ثابت ہوتا شاکر ذیب فیاض الخوالدہ اس کا ذکر اس کتاب میں ضرور کرتے لیکن انہوں نے نہیں کیا ہے۔

جہاں تک بات الرواۃ الثقات المتکلم فیھم بما لا یوجب ردھم کی ہے تو جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے کہ میزان الاعتدال، المغنی فی الضعفاء اور اس ذیل وغیرہ میں امام ابو حنیفہ کا تذکرہ نہیں ہے۔ دیوان الضعفاء میں امام ابو حنیفہ کا تذکرہ مشکوک ہے اور اس کے دلائل نقل ہو چکے ہیں۔ لہٰذا جب حافظ ذہبی نے امام ابو حنیفہ کو ضعفاء میں کہیں شمار ہی نہیں کیا تو اس کتاب میں ان کے ذکر کرنے کی کوئی تک بنتی ہی نہیں ہے۔

ہر مصنف اپنی تصنیف میں ایک معیار ملحوظ رکھتا ہے۔ اور اسی کے اعتبار سے اس تصنیف کو دنیا دیکھتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص ایک کتاب لکھے "ہندوستان میں اردو کے عظیم ادباء" اب اس کتاب میں جس کا بھی ذکر آئے گا اس کے بارے میں یہ سمجھنا درست ہو گا کہ وہ اس شخص کے نزدیک اردو کا عظیم ادیب ہے۔ الا یہ کہ مصنف خود کہہ دیں کہ فلاں کو میں نے ذکر کیا ہے وہ اردو کا عظیم ادیب نہیں ہے لیکن میں نے فلاں وجہ سے اس کو ذکر کر دیا ہے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہو گا۔ اب اگر کوئی ایسا کرے کہ اس طرح کی دو چار مثالیں لے کر یہ ثابت کرنا شروع کر دے کہ کتاب میں موجود افراد مصنف کے نزدیک عظیم ادباء میں نہیں ہیں کیونکہ انہوں نے چند ایسے ادیبوں کا ذکر کر کے پھر ان کو عظیم ادیب نہیں کہا ہے۔ تو اس کو سوائے اس کے یہ کیا کہا جائے گا کہ اس نے غلط سمجھ کر اپنے پورے استدلال کی بنیاد اسی پر رکھی ہے۔

وکم من عائب قولاصحیحا
وافته من الفهم السقيم

بعضوں کا تذکرۃ الحفاظ اور المعین فی طبقات المحدثین اور ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل میں امام ابو حنیفہ کے بارے میں تاویل وتوجیہ اسی فہم سقیم کے قبیل سے ہے۔

ذرا دیکھتے چلیں کہ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اپنے لئے کیا معیار قائم کیا ہے۔

هذه تذكرة باسماء معدلى حملة العلم النبوي ومن يرجع إلى اجتهادهم في التوثيق والتضعيف، والتصحيح والتزييف وبالله اعتصم وعليه اعتمد واليه انيب.(تذكرة الحفاظ جلد2/1)

یہ ایسے حاملین علم نبوی کا ذکر ہے کہ راویوں کے توثیق وتضعیف اور حدیث کی تصحیح وتزییف میں ان کی جانب رجوع کیا جاتا ہے۔ اب اس کتاب میں جس کا بھی ذکر آئے گا۔ اس کے بارے میں یہ باور کرنا صحیح ہو گا کہ وہ اسی صفت سے متصف ہے جس کا حافظ ذہبی نے ذکر کیا ہے۔ الا یہ کہ حافظ ذہبی کی صراحت خود اس کے خلاف ہو۔

حافظ ذہبی بیشتر طور پر اس کتاب میں مذکور فرد کا کیا مقام ہے۔ وہ حدیث میں کیسا ہے۔ اس کی وضاحت کرتے چلے جاتے ہیں۔ خود کفایت اللہ صاحب نے اس سلسلے میں پانچ مثالیں پیش کی ہیں۔

١:أبو بشر أحمد بن محمد بن عمرو بن مصعب بن بشر بن فضالة المروزي: المصعبي الحافظ الأوحد أبو بشر أحمد بن محمد بن عمرو بن مصعب بن بشر بن فضالة المروزي الفقيه إلا أنه كذاب [تذكرة الحفاظ: 3/ 18]۔

٢ :إبراهيم بن محمد بن أبي يحيى الفقيه المحدث أبو إسحاق الأسلمي المدني۔ امام ذہبی اپنی اسی کتاب میں اس راوی کا تذکرہ کرتے ہوئے اہل فن سے ناقل ہیں: وقال يحيى القطان: سألت مالكا عنه أكان ثقة في الحديث قال: لا، ولا في دينه. وقال أحمد بن حنبل: قدري جهمي كلا بلاء فيه ترك الناس حديثه. وقال ابن معين وأبو داود: رافضي كذاب. وقال البخاري: قدري جهمي تركه ابن المبارك والناس.[تذكرة الحفاظ: 1/ 181]۔

٣:محمد بن عمر بن واقد الأسلمي۔ امام ذہبی اپنی اسی کتاب میں اس کاتذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: الواقدي هو محمد بن عمر بن واقد الأسلمي مولاهم أبو عبد الله المدني الحافظ البحر [تذكرة الحفاظ:1/ 254]۔یہ اس قدر ضعیف راوی ہے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کا مکمل ترجمہ بھی نقل نہیں کیا ہے۔

پورا ترجمہ دیکھئے۔

الواقدي هو محمد ابن عمر بن واقد الاسلمي مولاهم أبو عبد الله المدني الحافظ البحر لم اسق ترجمته هنا لا تفاقهم على ترك حديثه وهو من اوعية العلم لكنه لا يتقن الحديث وهو رأس في المغازي والسير ويروى عن كل ضرب.مات سنة سبع ومائتين، حمل عن ابن عجلان وابن جريج ومعمر وهذه الطبقة.ولى قضاء بغداد، وكان له رئاسة وجلالة وصورة عظيمة.عاش ثمانيا وسبعين سنة رحمه الله وسامحه 348/1)

٤ :أبو العباس محمد بن يونس بن موسى القرشي السامي البصري۔ امام ذہبی رحمه الله اپنی اس کتاب میں اس کا بھی تذکرہ کیا ہے اورساتھ ہی میں اس پرشدید جرح بھی کی ہے ، لکھتے ہیں: الكديمي الحافظ المكثر المعمر أبو العباس محمد بن يونس بن موسى القرشي السامي البصري محدث البصرة وهو واه [تذكرة الحفاظ:2/ 144]۔

٥ :أبو معشر نجيح بن عبد الرحمن السندي۔ امام ذہبی رحمه الله اپنی اسی کتاب میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: أبو معشر السندي المدني الفقيه صاحب المغازي، هو نجيح بن عبد الرحمن تذكرة الحفاظ

اس میں حافظ ذہبی کی عبارت دیکھ لیجئے۔

أبو معشر السندي المدني الفقيه صاحب المغازي، هو نجيح بن عبد الرحمن: كاتب امرأة من بني مخزوم فأدى إليها فاشترت أم موسى بنت منصور ولاءه في ما قيل وكان من أوعية العلم على نقص في حفظه .رأي أبا أمامة بن سهل وروى عن محمد بن كعب القرظي وموسى بن يسار ونافع وابن المنكدر ومحمد بن قيس وطائفة. ولم يدرك سعيد بن المسيب وذلك في جامع أبي عيسى الترمذي، وأظنه سعيدا المقبري فإنه يكثر عنه، حدث عنه ابنه محمد وعبد الرزاق وأبو نعيم ومحمد بن بكار ومنصور بن أبي مزاحم وطائفة. قال ابن معين :ليس بقوي .وقال أحمد بن حنبل: كان بصيرا بالمغازي صدوقا وكان لا يقيم الإسناد .وقال أبو نعيم: كان أبو معشر سنديا الكن

توگویا یہ پانچوں تراجم ایسے ہیں جس کو حافظ ذہبی نے حفاظ میں بھی شمار کیا ہے اور عدالت وضبط میں جو کمی تھی اس کی بھی وضاحت کردی ہے۔اس کے برعکس امام صاحب کے ترجمہ میں دیکھئے۔ جرح کا ایک بھی لفظ نہیں ہے۔کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے پتہ چلتاہے کہ حفظ اور ضبط کے اعتبار سے ان میں کوئی کمی تھی۔اب اگراس کو حافظ ذہبی کی شرط پر حملۃ العلم النبوی میں شمار کرتاہے اوران میں جن کی جانب حدیث کی تصحیح وتضعیف میں رجوع کیاجاتاہے توکیاوہ کچھ غلط کرتاہے؟ سارامسئلہ یہ ہے کہ کفایت اللہ صاحب دوسرے روات پر کہی گئی باتوں کو امام صاحب پر چسپاں کرناچاہتے ہیں جب کہ خود امام صاحب کے ترجمہ میں جوکچھ ذکر کیاہے اس کا ذکر کیاجاناپسند نہیں کرتے۔ دیکھیں امام ابوحنیفہ کاپوراترجمہ جو تذکرۃ الحفاظ میں ہے۔

أبو حنيفة الامام الاعظم فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التيمي مولاهم الكوفي مولده سنة ثمانين رأى انس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة رواه ابن سعد عن سيف بن حابر انه سمع ابا حنيفة يقوله وحدث عن عطاء ونافع وعبد الرحمن بن هرمز الاعرج وعدى بن ثابت وسلمة بن كهيل وابي جعفر محمد بن علي وقتادة وعمرو بن دينار وابي اسحاق وخلق كثير، تفقه به زفر بن الهذيل وداود الطائي والقاضي أبو يوسف ومحمد بن الحسن واسد بن عمرو والحسن بن زياد الؤلؤى ونوح الجامع وابو مطيع البلخي وعدة.

وكان قد تفقه بحماد بن ابي سليمان وغيره وحدث عنه وكيع ويزيد بن هارون وسعد بن الصلت وابو عاصم وعبد الرزاق وعبيد الله بن موسى وابو نعيم وابو عبد الرحمن المقرى وبشر كثير.

وكان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا كبير الشأن لا يقبل جوائز السلطان بل يتجر ويتكسب.

قال ضرار بن صرد سئل يزيد بن هارون ايما افقه الثوري أو أبو حنيفة ؟ فقال: أبو حنيفة افقه وسفيان احفظ للحديث.

وقال ابن المبارك: أبو حنيفة افقه الناس.

وقال الشافعي: الناس في الفقه عيال على ابي حنيفة.

وقال يزيد ما رأيت احدا اورع ولا اعقل من ابي حنيفة.

وروى احمد بن محمد بن القاسم بن محرز عن يحيى بن معين قال: لا بأس به لم يكن يتهم.ولقد ضربه يزيد بن عمر بن هبيرة على القضاء فابى ان(1/168)

---

يكون قاضيا. قال أبو داود رحمه الله ان ابا حنيفة كان اماما.وروى بشر بن الوليد عن ابي يوسف قال كنت امشي مع ابي حنيفة فقال رجل لآخر: هذا أبو حنيفة لا ينام الليل، فقال: والله لا يتحدث الناس عنى بما لم افعل، فكان يحيي الليل صلاة ودعاء وتضرعا.

قلت مناقب هذا الامام قد افردتها في جزء. كان موته في رجب سنة خمسين ومائة رضى الله عنه. انبأنا ابن قدامة اخبرنا ابن طبرزذ انا أبو غالب بن البناء انا أبو محمد الجوهري انا أبو بكر القطيعي نا بشر بن موسى انا أبو عبد الرحمن المقرئ عن ابي حنيفة عن عطاء عن جابر انه رآه يصلى في قميص خفيف ليس عليه ازار ولا رداء قال. ولا أظنه صلى فيه الا ليرينا انه لا بأس بالصلاة في الثوب الواحد.

یہی بات المعین فی طبقات المحدثین کی ہے اس میں انہوں نے علم حدیث سے واقفیت رکھنے والے کیلئے ضروری قرار دیاہے کہ وہ ان محدثین کے نام جانے۔ چنانچہ وہ مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

المعین فی طبقات المحدثین کے ذکر میں وہ لکھتے ہیں۔

فهذه مقدمة فى ذكر اسماء اعلام حملة الأثار النبويه تبصرالطالب النبيه وتذكر المحدث المفيد بمن يقبح بالطلبة ان يجهلوهم وليس هذا كتاب بالمستوعب للكبار بل لمن سار ذكر ه فى الاقطار والاعصار،وبالله اعتصم واليه انيب (المعين فى طبقات المحدثين)

یہ مقدمہ آثار نبوی کے حاملین کاہے جس سے طالب علم کوبصارت اور محدث مفید کویاددہانی حاصل ہو گی اور یہ ایسے محدثین پر مشتمل ہے جس سے لاعلم رہنابراہے۔اس کتاب میں تمام کبار محدثین کاذکر نہیں کیا گیاہے۔بلکہ ان کبار محدثین کاذکر کیا گیاہے جن کی شہرت ملکوں اورزمانوں میں پھیلی ہوئی ہے۔

اس سے معلوم ہوگیا کہ حافظ ذہبی امام صاحب کو کبار محدثین میں شمار کرتے ہیں اوروہ ایسے محدثین میں ہیں جن کی شہرت ملکوں اورزمانوں پر محیط ہے۔

اس کے علاوہ ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح میں حافظ ذہبی لکھتے ہیں۔

فلما كان عندانقراض عامة التابعين فى حدود الخمسين ومئة تكلم طائفة من الجهابذة فى التوثيق والتضعيف فقال ابوحنيفة :مارايت اكذب من جابر الجعفي وضعف الاعمش جماعة ووثق الآخرين وانتقد الرجال شعبه ومالک (صفحه 5،اربع رسائل فى علوم الحديث 175)

## ایک اعتراض اور اس کا جواب

آپ نے توہم سے مطالبہ کر دیاہے کہ ہم کہیں سے لفظ الحافظ دکھائیں۔اگر ہم نے جوابی مطالبہ کر دیاہے کہ کہیں حافظ ذہبی کی زبان سے لکھادکھائیں ابوحنیفہ ضعیف۔پھر کیاہو گا؟کیاآنجناب سے یہ چھوٹاسامطالبہ ہم کرسکتے ہیں۔اب اس پر جوجواب آنجناب کاہو گا۔وہی جواب میرا بھی ہو گا۔

قلیل الروایۃ بہت سارے تراجم کے ساتھ لکھاہوادکھایاضرورآپ نے لیکن افسوس ہے کہ اس کا صحیح مطلب سمجھنے سے قاصر رہے۔فلاں کثیر الروایہ ہے اور فلاں قلیل الروایہ ہے اس بارے مین سطحی نظر سے فیصلہ نہیں کرناچاہئے بلکہ ؛

:1 اولاتو یہ بات یادرکھنی چاہئے کہ احادیث کاذخیرہ جوہم سنتے ہیں کہ فلاں محدث کوچھ لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔فلاں کودس لاکھ حدیث یاد تھی۔اور فلاں کواتنی زیادہ یاد تھی۔تواس سے کسی غلط فہمی میں نہیں پڑناچاہئے کہ بعدوالوں کومتقدمین سے زیادہ علم حدیث میں رسوخ اور ملکہ تھابلکہ مسئلہ یہ ہے کہ ایک حدیث کے جتنے طرق ہوتے جاتے ہیں۔اس کواتنی ہی حدیث سے تعبیر کیا گیاہے۔مثلاحدیث انماالاعمال بالنیات جوحضرت عمرسے مروی ہے۔دورکبار تابعین کے زمانہ میں صرف اسکایہی طریقہ تھا

بعد کے زمانہ میں جب علم حدیث سے اشتغال رکھنے والوں کی کثرت ہوئی تو بیان کیاجاتاہے کہ اس کے 700طرق ہوگئے۔ گویایہ 700حدیثیں ہوگئیں۔ اب کوئی بتائے کہ کبار تابعین میں سے جس کو یہ حدیث صرف ایک طرق سے ملی تھی اور بعد والے کو جس کو700طرق سے ملی دونوں میں نفس حدیث کے علم کے لحاظ سے کیافرق رہا۔

صحیح حدیثوں کی تعداد طرق کے بغیر زیادہ نہیں ہے۔۔تو جس کا زمانہ دور نبوی سے قریب رہاہے اس زمانے میں طرق کی یہ کثرت نہیں تھی لہذا اگر کسی نے احکام وغیرہ کی احادیث کے ساتھ 7ہزار یا8ہزار حدیثیں حاصل کرلیں اور بعد والوں نے انہی احادیث کو بے تحاشہ طرق اور سند کے ساتھ حاصل کیاتو نفس حدیث کے علم کے اعتبار سے دونوں میں کیافرق رہا۔ اس لحاظ سے اگر متقدمیں سے کسی کو قلیل الحدیث کہاجائے تو اس پر تالیاں بجانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس کا صحیح محمل سمجھنے کی ضرورت ہے۔

:2دوسرے اس فرق کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ایک ہے نفس حدیث کا علم ہونا دوسرے اس کو روایت کرنا۔ یہ دو الگ الگ باتیں ہیں۔ بہت سے لوگ ان دونوں میں فرق اور امتیاز کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اور جہاں کسی بڑے تابعی کے ساتھ قلیل الحدیث یا قلیل الروایہ کا ذکر آتاہے۔ غلط فہمی سے یہ سمجھ جاتے ہیں کہ ان کے علم حدیث کا مبلغ یہی دو تین سو حدیثیں یا اس سے تھوڑی سے زیادہ ہوں گی۔ یہ عین ممکن ہے بلکہ واقع ہے کہ ایک شخص نے حدیث کا علم بہت حاصل کیا ہو لیکن خود کو روایت حدیث کیلئے فارغ نہیں کیابلکہ قضاء کی ذمہ داری یا کسی دوسرے علمی کام میں مشغول رہا۔ ظاہر سی بات ہے کہ ایسی صورت میں اس کی روایت کی تعداد بہت کم ہوگی۔لہذا اس سے کسی کو نفس علم حدیث میں کم سمجھنا بڑی بھول ہے۔

صحابہ کرام میں آپ اس کی مثال دیکھیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کتنی حدیثیں مروی ہیں اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کتنی حدیش مروی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کوئی احمق ہی ہوگا جو یہ سمجھنے کی غلط فہمی کرے گا کہ حضرت ابو بکر کے پاس حدیثوں کا ذخیرہ کم تھا۔

کبار تابعین میں سے قاضی شریح کو دیکھیں جن کے بارے میں حافظ ذہبی نے لکھاہے کہ وہ قلیل الحدیث ہیں۔یعنی ان سے بہت کم روایتیں مروی ہین کیونکہ انہوں یہ بات مشہور ومعروف ہے کہ وہ مخضرمین میں سے ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایالیکن ملاقات نہ ہوئی۔ انتقال کے بعد اسلام لائے۔ حضرت عمران کے بے لاگ فیصلوں سے متاثر تھے۔خود ایک اعرابی کے ساتھ گھوڑے کے معاملہ میں ان کو حکم بنایااوراپنے خلاف ان کے بے لاگ فیصلہ کو سن کر بڑے متاثر ہوئے اور کہا کہ حل القضاء الاھکذا قول فصل وحکم عدل۔

)تفصیلات کیلئے الاصابہ دیکھیں اس وقت کتاب حاضر نہیں ہے جو لکھاہے یادداشت سے لکھاہے۔ ہوسکتاہے کہ الفاظ میں کچھ ردوبدل ہوگیاہو لیکن مفہوم یہی ہے۔(

پھر اس کو کوفہ کا قاضی بنادیا۔ وہ ساٹھ سال قضاء کے منصب پر رہے۔ جس کو رات دن مختلف فیصلوں سے واسطہ پڑتا ہو کیااس کے پاس حضور کی احادیث احکام کا بڑا ذخیرہ نہ ہوگا۔ جب کہ حضرت عمرنے جو خط حضرت قاضی شریح کو بھیجاتھاوہ فقہاء کے درمیان مشہور ومعروف ہے اور ایک دستاویز کی حیثیت رکھتاہے۔ جس میں کسی مسئلہ کو کتاب اللہ مین اولا اور پھر سنت نبوی مین ڈھونڈنے کا ذکر ہے۔ تو کیایہ بات باور کی جاسکتی ہے کہ قاضی شریح نے ساٹھ سالہ کے عرصہ میں انگنت فیصلے یوں ہی متعلقہ احادیث کوڈھونڈے بغیر کیاہوگا۔

اوراس کی سب سے بڑی دلیل کہ قلیل الحدیث سے قلیل الروایہ مراد ہیں۔ خود قاضی شریح کا تذکرۃ الحفاظ میں تذکرہ ہے۔ اگر وہ قلیل الحدیث ہیں جیسا کہ ہمیں کچھ مخالفین باور کرانے پر تلے ہیں۔ تو پھر تذکرۃ الحفاظ میں ان کے تذکرہ کی کیاتک بنتی ہے۔

44-21/2خ س-شريح بن الحارث بن قيس القاضي أبو أمية الكندي الكوفي الفقيه ويقال شريح بن شرحبيل: من المخضرمين استقضاه عمر على الكوفة ثم علي فمن بعده وحدث عن عمر وعلي وابن مسعود رضي الله عنهم. وعنه

الشعبي والنخعي وعبد العزيز بن رفيع ومحمد بن سيرين وطائفة استعفى من القضاء قبل موته بسنة من الحجاج(تذكرة الحفاظ 46/1)

:3 تیسرے یہ کہ ایک شخص کثیر حدیث کا علم رکھتاہے لیکن گوشہ گیر ہے گمنامی پسند کرتاہے اس سے بھی اس سے روایتیں کم ہوتی ہیں۔ایسے میں یہ گمان کرنا کہ نفس الامر میں بھی وہ شخص قلیل الحدیث ہے۔علم حدیث سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔مثلادیکھیں مشہور مخضرمی اور تابعی اور فقہ حنفی کے موسسین میں سے ایک حضرت علقمہ بن مرثد کے ذکر میں ہے۔

أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بنُ طَارِقٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو المَكَارِمِ التَّيْمِيُّ، أَنْبَأَنَا الحَدَّادُ، أَنْبَأَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ أَحْمَدَ بنِ الحَسَنِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بنُ غِيَاثٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ المُسَيَّبِ بنِ رَافِعٍ، قَالَ:قِيْلَ لِعَلْقَمَةَ: لَوْ جَلَسْتَ فَأَقْرَأْتَ النَّاسَ وَحَدَّثْتَهُم.قَالَ: أَكْرَهُ أَنْ يُوْطَأَ عَقِبِي، وَأَنْ يُقَالَ: هَذَا عَلْقَمَةُ.(سیراعلام النبلاء60/4)

:4 کسی سے حدیث کم ہونے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بسااوقات ایک شخص کئی علوم میں ماہر ہوتاہے لیکن کوئی ایک جہت اس پر اتناغالب آجاتی ہے کہ دوسرے جہت کو تمام لوگ بھلا بیٹھتے ہیں۔مثلادیکھیں امام بخاری کے محدث ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔اسی طرح وہ فقیہ اور مجتہد بھی تھے لیکن ان کی فقاہت اوراجتہاد کی صفت دبی ہوئی ہے۔کسی نے بھی ان کے اقوال کو ذکر کرنے کی فقہاء میں سے ضرورت نہیں سمجھی۔سوائے شراحان بخاری حدیث کے۔خود کے شاگرد امام ترمذی نے اپنی سنن یاالجامع میں ان کے اقوال ذکر نہیں کئے اس کی جگہ ابن مبارک،اسحق بن راہویہ،احمد بن حنبل اور سفیان ثوری اوردیگر اہل کوفہ (یعنی امام ابوحنیفہ)کاذکر کیاہے اور بعد کے شاید ہی کسی فقیہ نے ان کے فقہی اقوال کی جانب توجہ دی ہو۔

اس سے جس طرح یہ قیاس غلط اوراحمقانہ ہوگا کہ امام بخاری صرف محدث ہیں فقیہہ نہیں ہیں۔اسی طرح یہ قیاس بھی بعض حضرات کاغلط ہے کہ امام ابوحنیفہ صرف فقیہہ ہیں محدث نہیں ہیں۔اوراس کی دلیل صرف یہ بناتے ہیں کہ کتب ستہ میں ذکر نہیں ہے۔

:6 وجہ یہ ہے کہ بہت سے حضرات ایسے تھے جنہوں نے کبار صحابہ سے دین کا علم حاصل کیاتھااوردین کا علم اس زمانہ میں تھاہی کیا قران وحدیث اوران دونوں کا ثمرہ فقہ۔لیکن وہ جواررحمت میں جلد ہی منتقل ہوگئے۔اس لئے لوگوں نے ان کی جانب رجوع نہیں کیایالوگ ان سے مستفید نہیں ہوئے۔یہ بھی ایک بڑی وجہ کبار صحابہ کے حدیث کم ہونے کی ہے۔ہاں اگران کی بھی لمبر عمر ہوتی اورزمانہ درازتک وہ رہتے توان سے بھی لوگ استفادہ کرتے اوران کے علم کااظہار ہوتالیکن اس کی نوبت ہی نہیں آئی۔

یہ میں نے کسی کے قلیل الحدیث ہونے کی چند موٹی موٹی وجوہات بیان کی ہیں کہ ایک شخص علم حدیث میں وسیع علم کے حامل ہوتے ہوئے بھی کس طرح اس کی روایتیں بہت کم ہوجاتی ہیں۔

ہم نے کہاتھاکہ؛

اور جولوگ امام ابوحنیفہ کو قلیل الحدیث کہتے ہیں وہ جہالت وسفاہت کا مظاہرہ اور مجاہرہ دونوں کررہے ہیں۔

امام ابوحنیفہ قلیل الحدیث تھے اس پر بحث کرنے سے قبل اس سے قبل کے مراسلے میں قلت حدیث کے جواسباب بیان کئے ہیں۔اس پر ایک نگاہ ڈال لیجئے۔اس کے علاوہ ایک اور سبب جو مناسب ہے وہ عرض کردوں۔

ہر محدث نے حدیث بیان کرنے میں،حدیث لینے میں اور حدیث کو کتابوں میں لکھنے میں اپناایک معیار قائم کیاہے۔اسی معیار کے حساب سے حدیثیں کم اورزیادہ روایت کی گئی ہیں۔امام بخاری نے اپنی صحیح میں سخت شرطیں رکھیں۔اس لئے کتاب میں کم حدیثیں ہیں۔امام احمد بن حنبل نے کمزور شرطیں اپنی مسند کیلئے طے کیاتوپچاس ہزار حدیثیں اس میں ہوگئیں۔

امام شعبہ احادیث کے اخذ کرنے میں بڑے محتاط تھے اور انہی سے روایت لیتے تھے جس پر ان کو پورا بھروسہ ہوتا تھا۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے پاس موجود حدیثوں کی تعداد 15 ہزار سے زیادہ نہیں ہوتی ہے۔ جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ میں مذکور ہے۔ اور اس طرح کے دوسرے حفاظ حدیث کا ذکر تذکرۃ الحفاظ میں موجود ہے کہ ان کے پاس دس ہزار حدیثیں تھیں، دو ہزار حدیثیں تھیں، ایک ہزار حدیث تھی وغیر ذلک۔

امام ابوحنیفہ مجتہد ہیں۔ احادیث کے اصول وضوابط کے سلسلے میں ان کی اپنی رائے ہے جو کتب اصول فقہ میں مذکور ہے۔ حدیث کی روایت کے سلسلہ میں ان کا کہنا یہ ہے کہ وہی حدیث بیان کرنا صحیح ہے جو کہ محدث نے اپنے سننے کے وقت سے لے کر کر بیان کرتے وقت یاد رکھا ہو اور اس درمیان اس حدیث سے ذہول اور غفلت نہ ہوئی ہو۔ یہ بہت سخت شرط ہے اور یہ بھی ایک وجہ ہے جس کی وجہ سے امام ابوحنیفہ کی روایتیں کم ہوئی ہیں۔ اسی کے ساتھ دوسری جو 6 وجوہات میں نے بیان کی ہیں اس کو بھی ذرا دوہرا لیجئے۔

یہ بات کسی نے بھی نہیں کہی ہے کہ امام ابوحنیفہ قلیل الحدیث فی نفس الامر ہیں۔ جس نے بھی قلیل الحدیث اور قلیل الروایۃ کہا ہے وہ اپنے تک امام ابوحنیفہ کے حدیث پہنچنے کے اعتبار سے کہا ہے۔ جس کو جتنی حدیثیں پہنچی یا معلوم ہوئی اس کے اعتبار سے اس نے یہ بات کہی۔

فی نفسہ امام ابوحنیفہ کثیر الحدیث اور کبار محدثین میں سے ہیں۔ جیسا کہ حافظ ذہبی کے تذکرۃ الحفاظ میں تذکرہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ کی کثرت حدیث تو ایک مستقل موضوع کا متقاضی ہے انشاء اللہ جلد ہی اس پر کچھ لکھنے کی کوشش کروں گا فی الحال کفایت اللہ صاحب کے استدلال کا ایک جائزہ لے لیتے ہیں۔

## استدلال کی خامی

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نا عبدان بن عثمان قال سمعت بن المبارك يقول كان أبو حنيفة مسكينا في الحديث [الجرح والتعديل موافق 8/ 449 وسنده صحيح عبدان هو الحافظ العالم أبو عبد الرحمن عبدالله بن عثمان بن جبلة بن أبي رواد]

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثنا محمد بن يوسف الفربري ثنا على بن خشرم ثنا على بن إسحاق قال سمعت بن المبارك يقول كان أبو حنيفة في الحديث يتيم [الكامل في الضعفاء 7/ 6 وسنده صحيح يوسف الفربرى من رواة الصحيح للبخارى]

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سمعت محمد بن محمود النسائي يقول : سمعت علي بن خشرم يقول : سمعت علي بن إسحاق السمرقندي يقول : سمعت ابن المبارك يقول : كان أبو حنيفة في الحديث يتيما [المجروحين لابن حبان 2/ 331 وسنده حسن ]

حضرت عبداللہ بن مبارک سے امام ابوحنیفہ کی تعریف وتوصیف بہت زیادہ منقول ہے۔ حتی کہ حافظ المغرب ابن عبدالبر عبداللہ بن مبارک سے امام ابوحنیفہ کی تعریف میں کلمات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

وعن ابن المبارك روايات كثيرة فى فضائل ابى حنيفة ،وذكرهاابويعقوب فى كتابه وذكرهاغيره(الانتقاء 207)

عبداللہ بن مبارک سے امام ابوحنیفہ کی تعریف میں بہت سی روایتیں ہیں۔ اس کو ابویعقوب نے اپنی کتاب میں اور دوسروں نے ذکر کیا ہے۔

اب کے اس کے بعد ضروری ہوتا ہے کہ ہم اس کا صحیح محمل قائم کریں۔

اس سلسلے کی تمام روایتیں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن مبارک کی زبان سے نکلنے والا جملہ یہ ہو گا کہ کان ابو حنیفۃ فی الحدیث یتیما ابو حنیفہ حدیث میں یکتا تھے۔ اوران کی مراد یہ ہو گی کہ حدیث کی تفہیم تشریح اوراس کے باریکیوں کو سمجھنے میں وہ فرد فرید تھے اس کو بعض راویوں نے یتیم سے مسکین سمجھ لیا۔ کسی نے کچھ اور سمجھ لیا۔

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ملا علی قاری شارح مشکوۃ اپنی معروف کتاب الا ثمار الجنیۃ فی اسماء الحنفیہ میں لکھتے ہیں۔

عن سوید بن نصرعن ابن مبارک انه قال:لاتقولوا:رای ابی حنیفة ولکن قولوا!انه تفسیرالحدیث(ص 1/151)

حضرت ابن مبارک کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ کی رائے مت کہو بلکہ اس کو حدیث کی تفسیر کہا کرو۔ اوراسی سے یہ بھی بات سمجھی جا سکتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک امام ابو حنیفہ کو سب سے زیادہ افقہ کیوں قرار دے رہے ہیں۔

ویسے بھی امام ابو حنیفہ اور عبداللہ بن مبارک کے پورے حالات کو دیکھنے کے بعد ترجیح کا پلہ اسی کے حق میں جھکتا ہے۔

اس کے علاوہ بعض محدثین سے مروی ہے کہ کسی حدیث کے کثیر طرق جب ان کے پاس نہ ہوتے تو وہ اس حدیث میں خود کو یتیم سمجھتے جیسا کہ ابراہیم بن سعید الجوہری کہتے ہیں۔

کل حدیث لم یکن عندی من مئة وجه فانافیه یتیم

ہر وہ حدیث جو میرے پاس سو طرق سے نہ ہوں میں اس میں یتیم ہوں۔

ابوعمر حفص بن غیاث المتوفی:194 ھ رحمه الله ۔ امام عبدالله بن احمد بن حنبل رحمه الله فرماتے ہیں:

حدثني إبراهيم سمعت عمر بن حفص بن غياث يحدث عن أبيه قال كنت أجلس إلى أبي حنيفة فاسمعه يفتي في المسألة الواحدة بخمسة أقاويل في اليوم الواحد فلما رأيت ذلك تركته وأقبلت على الحديث[السنة لعبد الله بن أحمد 1/ 205 واسناده صحيح ]۔

بعضوں نے حفص بن غیاث کا کلام نقل کیا ہے۔ اس میں دور دور تک امام ابو حنیفہ کے قلت حدیث کا ذکر نہیں ہے وہ صرف اتنا بیان کرتے ہیں کہ میں ان کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا اور وہ ایک مسئلہ کے پانچ طرح کے جواب دیا کرتے تھے جب میں نے اس کو دیکھا تو چھوڑ دیا اور حدیث کی جانب توجہ کی۔

اس پورے کلام میں امام ابو حنیفہ کا قلیل الحدیث ہونا کہاں سے ثابت ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں سوائے اس کے کیا کہا جائے۔

كما أن عين السخط تبدي المساويا

ویسے بھی کسی بھی ایک مسئلہ میں مختلف اقوال سب سے زیادہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ اگر یقین نہ ہو تو ان کے فقہی اقوال دیکھ لیں اوراس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے کسی مسئلہ مین مختلف اقوال ہونے کی صورت میں اس کے قائل ہیں کہ تمام اقوال صحیح ہیں اس میں ایک کو لینا اور بقیہ کو چھوڑنا ان کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم وفضلہ میں ذکر کیا ہے۔

محمد بن عبدالرحمن الصیرفیقال:

قلت لاحمد بن حنبل :اذااختلف اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مسالة هل یجوز لناان ننظر فی اقوالهم لنعلم مع من النصواب منهم فنتبعه ؟فقال لی:لایجوز النظربین اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم :فقلت:فکیف الوجه فی ذلک؟فقال:تقلد ایهم احببت:

قال ابوعمر:ولم نرالنظرفیمااختلفوافیه خوفامن التطرق الی النظرفیماشجربینهم وحارب فیه بعضهم بعضا)909(

اب ناقدین کی اصطلاح کے مطابق ایک مسئلہ میں کئی اقوال سے اگر کوئی شخص قلیل الحدیث ہوتا ہے توشاید ان کی نگاہ میں امام احمد بن حنبل بھی قلیل الحدیث ہیں۔ اوراگر اس لحاظ سے امام احمد بن حنبل قلیل الحدیث نہیں ہوتے ہیں تو پھر اس قول سے امام ابوحنیفہ کس طرح قلیل الحدیث ہو جائیں گے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حدثنا بن حماد حدثني صالح ثنا على قال سمعت يحيى بن سعيد يقول مر بي أبو حنيفة وأنا في سوق الكوفة فقال لي قيس القياس هذا أبو حنيفة فلم أسأله عن شيء قيل ليحيى كيف كان حديثه قال ليس بصاحب [الكامل في الضعفاء 7/ 7 واسناده صحيح]۔

امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حدثناه محمد بن عيسى قال حدثنا صالح قال حدثنا علي بن المديني قال سمعت يحيى بن سعيد يقول مر بي أبو حنيفة وأنا في سوق الكوفة فقال لي تيس القياس هذا أبو حنيفة فلم أسأله عن شيء قال يحيى وكان جاري بالكوفة فما قربته ولا سألته عن شيء قيل ليحيى كيف كان حديثه قال لم يكن بصاحب الحديث [ضعفاء العقيلي 4/ 283]۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أخبرنا البرقاني أخبرنا محمد بن العباس بن حيويه أخبرنا محمد بن مخلد حدثنا صالح بن احمد بن حنبل حدثنا علي يعني بن المديني قال سمعت يحيى هو بن سعيد القطان وذكر عنده أبو حنيفة قالوا كيف كان حديثه قال لم يكن بصاحب حديث[تاريخ بغداد 13/ 445 واسناده صحيح]۔

دیکھتے ہیں لم يكن بصاحب حديث کا صحیح مفہوم کیاہے اوراس کو حافظ ذہبی کے کلام سے ہی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مناقب ابوحنیفہ وصاحبیہ میں وہ علی بن مدینی سے یحیی بن سعید القطان کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

قال على بن المدينى : قيل ليحيى بن سعيد القطان كيف كان حديث ابى حنيفة قال:لم يكن بصاحب حديث

پھر اس کے بعد وہ اس کی تشریح اس طور پر کرتے ہیں کہ ان میں محدثین کی طرح ضبط واتقان نہیں تھا۔یعنی جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ کو ضعیف فی الحدیث گردانا ہے ان کے خیال میں امام ابوحنیفہ دیگر محدثین کے مقابلہ میں ضبط کے معاملہ میں کمتر تھے۔اسی کی تشریح حافظ ذہبی نے اس طور پر کی ہے۔

قلت: لم يصرف الامام همته لضبط الالفاظ والاسناد ،وانماكانت همته القرآن والفقه ،وكذلک حال كل من اقبل على فن فانه يقصر عن غيره

اب اگر یہ معنی مراد لیاجائے اوریہی معنی مراد لینا صحیح ہے تو پھر لیس بصاحب حدیث سے قلت حدیث مراد لینا قطعاغلط اورنا سمجھی ہوگی۔بلکہ اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ وہ محدثین کی طرح حفظ وضبط کامالک نہیں ہے جیسا کہ حافظ ذہبی نے سمجھاہے۔

اگراس قول کا معنی وہی ہے جو مخالفین ابوحنیفہ نے سمجھاہے یعنی قلت حدیث تو پھر یہ کوئی جرح ہی نہیں ہوئی اور حافظ ذہبی کا امام ابوحنیفہ کی تلیین میں یہ مثال پیش کرنا قطعاغلط ہوگا۔ صحیح بات یہی ہے کہ یہ کلمہ جرح کاہے اوراس سے مراد حفظ وضبط کی کمی ہے نہ کہ قلت روایت۔کفایت اللہ صاحب اپنی غلطی کی تصحیح کرلیں۔

امام حمیدی رحمہ اللہ کے شاگرد امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سمعت الحميدي يقول قال أبو حنيفة قدمت مكة فأخذت من الحجام ثلاث سنن لما قعدت بين يديه قال لي استقبل القبلة فبدأ بشق رأسي الأيمن وبلغ إلى العظمين، قال الحميدي فرجل ليس عنده سنن عن رسول الله صلى الله عليه و سلم ولا أصحابه في المناسك وغيرها كيف يقلد أحكام الله في المواريث والفرائض والزكاة والصلاة وأمور الإسلام [التاريخ الصغير 2/ 43]۔

حمیدی کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ جس کی تقلید کی جائے احکام میں یا اس کے اجتہادات پر عمل کیا جائے وہ کثیر الحدیث ہونا چاہئے۔ اسی کے لحاظ سے ہم بات کرتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ قلیل الحدیث ثابت ہوتے ہیں یا کثیر الحدیث۔

حنفیوں میں بڑے نامور محدثین گزرے ہیں ابن معین امام جرح وتعدیل، حافظ ذہبی کے نزدیک غالی حنفیوں میں سے ہے۔ دیکھئے وہ کیا کہتے ہیں۔

الرواة الثقات المتكلم فيهم بما لا يوجب) "1|30» :(ابن معين كان من الحنفيّةِ الغُلاة في مذهبه، وإن كان مُحَدِّثاً.

ابن معین غالی حنفی ہیں باوجود اس کے کہ وہ محدث ہیں۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ وسیر اعلام النبلاء میں ابن معین کا شمار حنفیوں میں کرتے ہیں چنانچہ اسی میں مذکور ہے کہ جب ابن معین سے پوچھا گیا کہ آدمی امام ابو حنیفہ کے اجتہاد پر عمل کرے یا امام شافعی کے اجتہاد پر تو یحیی بن معین نے کہا؛

مَا أَرَى لأَحَدٍ أَنْ يَنْظُرَ فِي رَأْيِ الشَّافِعِيِّ، يَنْظُرُ فِي رَأْيِ أَبِي حَنِيْفَةَ أَحَبُّ إِلَيَّ.

میں کسی کیلئے یہ درست نہیں سمجھتا کہ وہ امام شافعی کے اجتہاد پر عمل کرے میرے نزدیک امام ابوحنیفہ کی رائے پر عمل کرنا بہتر اور محبوب ہے۔

اس پر حافظ ذہبی کہتے ہیں۔

قُلْتُ: قَدْ كَانَ أَبُو زَكَرِيَّا -رَحِمَهُ اللهُ- حَنَفِياً فِي الفُرُوْعِ، فَلِهَذَا قَالَ هَذَا، وَفِيْهِ انحِرَافٌ يَسِيْرٌ عَنِ الشَّافِعِيِّ

امام وکیع بن الجراح بقول ابن معین فقہ حنفی کے مطابق فتوی دیا کرتے تھے (سیر اعلام النبلاء ترجمہ وکیع بن الجراح) امام یحیی بن سعید القطان بہت سارے مسائل میں فقہ حنفی پر عمل پیرا تھے۔ (سیر اعلام النبلاء وروایۃ عباس الدوری)

ان کے علاوہ ہزاروں محدثین ہیں۔

اگر ان حضرات نے امام ابو حنیفہ کی رائے پر عمل کیا ہے اور ان کے اجتہادات کو اختیار کیا ہے تو اس کا صاف سیدھا مطلب ہے کہ امام ابو حنیفہ کثیر الحدیث ہیں۔ ورنہ یہ لوگ امام ابو حنیفہ کی آراء اور اجتہادات کو کیوں اختیار کرتے۔ ابن معین ہوں یا وکیع بن الجراح یا سعید بن القطان ان کا مقام ومرتبہ حمیدی اور ان جیسوں سے بہت زیادہ ہے۔ لہذا حمیدی کے اصول سے ہی ثابت ہو گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کثیر الحدیث ہیں وللہ الحمد۔

ثانیا سند نہایت ضعیف ہے۔ حمیدی کی امام ابو حنیفہ سے لقاء ثابت نہیں ہے۔ درمیان کا راوی محذوف ہے۔

ثالثا امام حمیدی پر خود کے استاذ بھائی محمد بن الحکم نے سخت جرح کی ہے اور انہیں جھوٹا بتایا ہے۔ (راجع طبقات الشافعیہ ترجمہ حمیدی)

امام ابو حنیفہ پر جس طرح حمیدی نے لعن طعن کی ہے اور نام بگاڑا ہے اس پر کہنے کو جی چاہتا ہے کہ جس شخص کو علم حدیث نے لعن طعن کرنے سے نہیں روکا تو اس سے جاہل رہنا بہتر ہے۔ لیکن ہم یہی دعا کرتے ہیں ربنالاتجعل فی قلوبناغلاللذین امنوا۔

امام نسائی

آپ فرماتے ہیں:

أبو حنيفة ليس بالقوي في الحديث وهو كثير الغلط والخطأ على قلة روايته [تسمية الضعفاء والمتروكين : 71]۔

امام نسائی کا قلیل الروایۃ کہنا از قبیل مرویات ہے نہ کہ اس اعتبار سے کہ وہ فی نفسہ کتنی حدیثوں کے ناقل وعالم تھے۔

ابن عدی

آپ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

أبو حنيفة له أحاديث صالحة وعامة ما يرويه غلط وتصاحيف وزيادات في أسانيدها ومتونها وتصاحيف في الرجال وعامة ما يرويه كذلك ولم يصح له في جميع ما يورويه الا بضعة عشر حديثا وقد روى من الحديث لعله أرجح من ثلاثمائة حديث من مشاهير وغرائب وكله على هذه الصورة لأنه ليس هو من أهل الحديث ولا يحمل على من تكون هذه صورته في الحديث [الكامل في الضعفاء 7/ 12]۔

ابن عدی نے بھی وہی بات کہی ہے جسے میں بار بار دوہرا چکا ہوں۔ وقد روی من الحدیث یہ بات از قبیل مرویات ہے یعنی امام ابو حنیفہ نے کتنی حدیث روایت کی۔ اس قبیل سے نہیں کہ وہ فی نفسہ کتنی حدیثیں جانتے تھے یا کتنی حدیثوں کے واقف کار اور حامل و ناقل تھے۔

اس کے علاوہ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ابن عدی کے شیخ جن کے واسطے سے ان کی سند امام ابو حنیفہ تک پہنچتی ہے وہ خود مجروح ہیں۔ لہذا ابن عدی کا اپنے مجروح شیخ کی حدیث کو امام ابو حنیفہ پر چسپاں کرنا مناسب نہیں ہے۔

اس بات کی دلیل کہ جس نے امام ابو حنیفہ کو قلیل الحدیث کہا ہے وہ اپنے معلومات اور اس تک امام ابو حنیفہ کی حدیث پہنچنے کے اعتبار سے ہے۔ نہ یہ کہ نفس الامر میں امام ابو حنیفہ اتنی ہی حدیثوں کے حامل ہیں۔ یہ ہے کہ تاریخ بغداد جلد 15 میں ابو بکر بن ابی داؤد کہتے ہیں۔

جميع ماروى ابوحنيفه من الحديث مئة وخمسون حديثاً

امام محمد بن حبان التميمي، البستي، متوفی 354ھ رحمہ اللہ۔

امام ابو حنیفہ نے کل 130 حدیثیں روایت کی ہیں۔

ابن عدی کہتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ کی روایت 300 سے زیادہ ہے۔

یہ اختلاف ہی بتا رہا ہے کہ بات روایت کے اعتبار سے ہے۔ نفس الامر کے اعتبار سے نہیں ہے۔

امام ابن حبان رحمه الله اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

وكان رجلا جدلا ظاهر الورع لم يكن الحديث صناعته، حدث بمائة وثلاثين حديثا مسانيد ماله حديث في الدنيا غيرها أخطأ منها في مائة وعشرين حديثا.إما أن يكون أقلب إسناده، أو غير متنه من حيث لا يعلم فلما غلب خطؤه على صوابه استحق ترك الاحتجاج به في الاخبار.[المجروحين لابن حبان: 2/ 321]۔

ابن حبان کی عادت ہے کہ وہ معمولی باتوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ اور سوئی کو بلم بھالا بنا دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بعد کے محدثین نے ان پر سخت تنقید کی ہے۔

حافظ ذہبی ابن حبان پر سخت جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

»ابنُ حِبّان ربما جَرَح الثقة حتى كأنه لا يَدري ما يَخرج من رأسه«!ميزان الاعتدال) 1|441(

ایک دوسری جگہ وہ لکھتے ہیں۔

فأين هذا القول من قول ابن حبان الخَسَّاف المتهوِّر في عارم؟! فقال: "اختَلَط في آخر عمره وتغيّر، حتى كان لا يدري ما يُحدّثُ به. فوقع في حديثه المناكير الكثيرة. فيجب التنكب عن حديثه فيما رواه المتأخرون. فإذا لم يُعلَم هذا من هذا، تُرِكَ الكل ولا يُحتجّ بشيءٍ منها". قلتُ (أي الذهبي): ولم يقدر ابن حبان أن يسوق له حديثاً منكراً. فأين ما زعم؟!». ميزان الاعتدال: 6|298(

میزان میں ہی ایک دوسرے مقام پر وہ کہتے ہیں۔» ابن حبان صاحب تشنيع وشغب«،(1|460(

تیسری جگہ لکھتے ہیں۔

فأين هذا من قول ذاك الخَسَّاف المتفاصِح أبي حاتم ابن حبان في عارم؟! سيراعلام النبلاء) 10|267(

ان نقولات کے بعد اب زیادہ ضرورت نہیں رہ جاتی ہے کہ ہم ابن حبان کے بارے میں مزید کچھ اپنی جانب سے عرض کریں۔اگرچہ عرض کرنے کو بہت کچھ ہے۔

امام أبوعبد الله الحاكم النيسابوري المتوفى:405ھ رحمہ اللہ۔

آپ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

النوع الحادي والخمسون : معرفة جماعة من الرواة لم يحتج بحديثهم ولم يسقطوا ------------ هذا النوع من هذه العلوم معرفة جماعة من الرواة التابعين فمن بعدهم لم يحتج بحديثهم في الصحيح ولم يسقطوا---------ومثال ذلك في أتباع التابعين : موسى بن محمد بن إبراهيم----------أبو حنيفة النعمان بن ثابت---------------فجميع من ذكرناهم في هذا النوع بعد الصحابة والتابعين فمن بعدهم قوم قد اشتهروا بالرواية ولم يعدوا في الطبقة الأثبات المتقنين الحفاظ والله أعلم[معرفة علوم الحديث ص: 337]۔

مجھے تو اس میں کہیں بھی دور دور تک قلت روایت کا ذکر نظر نہیں آرہاہے۔آپ ہی بتادیں کہ اس میں کہاں سے امام ابوحنیفہ کی قلت روایت کا ذکر مل رہاہے۔

اس کے برعکس اسی کتاب میں دوسرے مقام پر امام ابوحنیفہ کو ثقات روات مین شمار کیاہے۔ دیکھئے 49واں باب۔اس میں لکھتے ہیں۔

هذاالنوع من معرفة الائمة الثقات المشهورين من التابعين واتباعهم ،ممن يجمع حديثهم للحفظ والمذاكرة والتبرك بهم،وبذكرهم من الشرق الى الغرب

پھر اس کے بعد اہل مدینہ کا ذکر کیاہے۔اہل مکہ کا ذکر کیاہے۔چنانچہ لکھتے ہیں۔ومن اهل مكة مجاهد بن جبر، عمرو بن دينار، وعبدالملك بن جريج، وفضيل بن عياض وغيرهم ۔اس کے بعد اہل مصر کا ذکر کیاہے۔پھر اہل شام کا ذکر کیاہے پھر یمن والوں کا ذکر ہے۔پھر یمامہ والوں ذکر ہے اوراہل کوفہ میں وہ لکھتے ہیں۔

ومن اہل الكوفة :عامر بن شراحل الشعبی، وسعيد بن جبيرالاسدی،وابراہيم النخعی،وابواسحاق السبيعی،وحماد بن ابی سليمان،ومنصور بن المعتمر،ومغيرة بن مقسم الضبی،والاعمش الاسدی،ومسعر بن كدام الهلالی،**وابوحنيفة النعمان بن ثابت** التيمی،وسفيان بن سعيد الثوری وداؤد بن نصيرالطاءی،وزفر بن الهذيل وعافيه بن يزيد القاضی وغيرهم وغيرهم

امام ذہبی شمس الدین محمد بن احمد الذہبی، متوفی 748ھ رحمہ اللہ۔

آپ مناقب ابی حنیفہ میں لکھتے ہیں:

قلت: لم يصرف الإمام همته لضبط الألفاظ والإسناد، وإنما كانت همته القرآن والفقه، وكذلك حال كل من أقبل على فن، فإنه يقصر عن غيره [مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه ص: 45]۔

یہ واقعتا مقام حیرت ہے کہ آپ نے قلت روایت کو حافظ ذہبی کی جانب کس طرح منسوب کردیاجب کہ خود انہوں نے ان کا تذکرہ حفاظ حدیث کی فہرست میں کیاہے۔ حافظ ذہبی کے اس پورے قول میں قلت حدیث کی بات کہاں سے ملتی ہے۔میں تو حیران ہوں کہ حافظ ذہبی کے اس قول کو انہوں نے کس طرح قلت حدیث پر محمول کرنے کی کوشش کی ہے۔

اولاتو یہ حافظ ذہبی کا اپنا جملہ نہیں ہے بلکہ انہوں نے تلیین کرنے والوں کے قول کی وجہ کے طور پر لکھاہے۔

ثانیااس میں قلت حدیث کا ذکر نہیں ہے۔بالفرض زیادہ سے زیادہ جوبات کہی جاسکتی ہے کہ وہ حافظہ کے اعتبار سے ملین ہیں۔اس سے قلت حدیث کا ثبوت کیسے ہوگیا۔ پھر بھی ان کو شکوہ رہتاہے کہ ان کو خردبین لگانے کامشورہ کیوں دیاجاتاہے۔انہی وجوہات سے آپ کو خردبین لگانے کامشورہ دیاگیاہے جس قول سے جوبات ثابت نہیں ہوپاتی اس کو بھی ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔

ثالثاً حافظ ذہبی نے خود امام ابو حنیفہ کا تذکرۃ الحفاظ مین ذکر کیاہے اوران کو حفاظ حدیث میں شمار کرتے ہیں ان کی جانب اس قول کی نسبت کرنے میں توکچھ شرم کرنی چاہئے۔

آخر میں جہاں تک اس کی بات ہے کہ یحیی بن معین نے امام ابو حنیفہ کو لابأس فی الحدیث کہاہے۔تواس کا مطلب سمجھناچاہئے جیساکہ بعض افراد نے یہاں اس کو قلیل الحدیث کے معنی میں پیش کیاہے اور وہ صحیح بھی ہے۔لیکن قلیل الحدیث کس اعتبار سے۔

یحیی بن معین جس دور میں تھے اس مین محدثین کا دوردراز کا سفر کرنااورایک حدیث کے کثیر طرق جمع کرناشامل تھالہذاان کے پاس حدیثوں کا ذکر طرق اور سند کی کثرت کی وجہ سے بہت زیادہ تھاجیساکہ خود یحیی بن معین،امام احمد بن حنبل،علی بن مدینی اوردوسرے محدثین کے بارے میں ہمیں ملتاہے کہ ان کے پاس لاکھوں حدیثیں تھیں۔

و قال أبو الحسن بن البراء،سمعت علیایقول:لانعلم أحدا من لدن آدم کتب من الحدیث ماکتب یحیی.

قال أحمد بن عقبة ، سألت يحيى بن معين : كم كتبت من الحديث ؟ قال : كتبت بيدي هذه ست مائة ألف حديث - قلت : يعني بالمكرر.

قال أبو العباس السراج : سمعت محمد بن يونس ، سمعت علي بن المديني ، يقول : تركت من حديثي مائة ألف حديث ، منها ثلاثون ألفا لعباد بن صهيب.

امام احمد بن حنبل کی مسند کے بارے میں جوروایتیں ہیں کہ انہوں نے لاکھوں حدیثوں سے اس کا انتخاب کیاہے وہ بھی سب کو معلوم ہی ہو گا۔لہذاابن معین کے قلیل الحدیث کہنے کا مقصد یہی ہو سکتاہے کہ ان کے پاس دیگر محدثین کی طرح ایک حدیث کے سینکڑوں طرق وغیرہ نہیں تھے لیکن نفس حدیث کے معاملے میں وہ قلیل الحدیث تھے یہ بات کہنایا سمجھنااسی قلت فہم کی نشانی ہے جس کی طرف سابق مین اشارہ کرچکاہوں۔

ہم اسے ایک مثال سے واضح کرتے ہیں۔

امام بخاری امیر المومنین فی الحدیث بھی ہیں اور فقہ واجتہاد میں ان کا بڑامقام ہے۔لیکن دیکھئے سوائے شراحان صحیح بخاری کے کسی بھی فقیہہ نے ان کے فقہی اقوال سے تعرض نہیں کیاہے اوراس کی زحمت گوارانہیں کی ہے کہ جب وہ فقہاء کے مذاہب بیان کریں تواس میں امام بخاری کا فقہی مسلک بھی بیان کریں۔خود ان کے شاگرد امام ترمذی حدیث ذکر کرنے کے بعد فقہاء کا مسلک بیان کرتے ہیں۔محدثین میں امام عبداللہ بن مبارک،احمد بن حنبل،اسحق راہویہ،کا ذکرتے ہیں۔امام بخاری کا ذکر نہیں کرتے۔ان کا ذکر صرف وہیں کرتے ہیں جہاں کہ کوئی حدیث اوراس کے علل کے سلسلے کی بات ہو۔

اگراس سے کوئی شخص یہ مرادلے کہ امام بخاری فقیہہ نہیں ہیں تواس کے بارے میں میرے خیال سے آپ بھی جہالت وسفاہت سے کمتر الفاظ استعمال نہیں کریں گے۔
اس کی وجہ کیاہے بس یہی ہے کہ کوئی شخص کئی فنون میں ماہر ہو تاہے لیکن کوئی ایک جہت اتنی غالب آجاتی ہے کہ دوسری تمام جہتیں دب جاتی ہیں۔
یہی حال بعینہ امام ابو حنیفہ کا ہے۔ان پر فقہ کی جہت اتنی غالب آگئی کہ دوسری جہتیں جوان کے قاری کلام اللہ،ناقل حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی وہ دھیمی پڑگئی۔

انشاءاللہ وقت اور فرصت ملنے پر امام ابو حنیفہ کے علم حدیث کے تعلق سے کچھ لکھناچاہوں۔ویسے اس موضوع پر دوکتابیں اچھی لکھی گئی ہیں۔ایک تو مکانۃ الامام ابو حنیفہ بین المحدثین دکتور محمد قاسم عبدہ حارثی کی ہے۔اوردوسری کتاب مکانۃ الامام ابو حنیفہ فی الحدیث مولاناعبدالرشید نعمانی(رحمہ اللہ)کی ہے۔ان کا بھی مطالعہ کریں شاید کچھ نئی اورکام کی بات معلوم ہوجائے۔

مخالفین کی غلط فہمی کی پوری بنیاد دوچیزیں ہیں۔ایک تو یہ کہ قلت کے بعد جو بات ہے وہ حافظ ذہبی کی اپنی رائے ہے امام صاحب کے سلسلہ میں۔جب کہ یہ محض مغالطہ ہے۔اس پرنئے سرے سے نظر ڈالتے ہیں۔

اولا حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ اس میں دو قول ہیں۔

کچھ لوگوں نے انہیں ثقہ اور حجت تسلیم کیا ہے

کچھ لوگوں نے نہیں لین اور کثرت سے حدیث میں غلطیاں کرنے والا کہا ہے

پھر دوسرا قول کہ جو لوگ ان کو حدیث میں لین مانتے ہیں اس کو پہلے بیان کیا ہے

اس بارے میں یحیی بن سعید القطان کا قول نقل کیا ہے لیس بصاحب حدیث

پھر اس کے بعد انہوں نے اپنی بات کہی ہے اور یہیں پر مخالفین کو مغالطہ ہو رہا ہے۔ ان کے بیان کرنے کا منشاء یہ نہیں ہے کہ امام ابوحنیفہ حدیث میں کمزور اور ضعیف ہیں بلکہ صرف جارحین کے اقوال کی وجہ بیان کرنی ہے کہ جارحین کے جرح کا منشاء یہ ہے کہ انہوں نے احادیث کے ضبط واتقان کی طرف توجہ نہیں دی۔ اگر یہی منشاء حافظ ذہبی کا ہوتا کہ امام ابوحنیفہ حدیث میں ضعیف ہیں تو پھر تقریبا ہر کتاب جہاں انہوں نے امام ابوحنیفہ کا ذکر کیا ہے وہ توثیق کے اقوال نقل نہ کرتے بلکہ یحیی بن سعید القطان کا قول نقل کرتے۔ لیکن ہم کہیں بھی یحیی بن سعید القطان کا قول نہیں دیکھتے ہیں بلکہ ہر جگہ امام جرح وتعدیل یحیی بن معین سے توثیق کا قول منقول دیکھتے ہیں خواہ وہ تذکرہ الحفاظ ہو 1/176، سیر اعلام النبلاء ہو 6/393، یا پھر تاریخ الاسلام ہو یا پھر تذہیب التہذیب ہو، بطور خاص تذہیب التہذیب چونکہ بطور خاص کتب ستہ کے رجال پر لکھی گئی ہے۔ اس میں امام ابوحنیفہ کی توثیق تو ابن معین سے منقول ہے لیکن جرح کا کوئی لفظ منقول نہیں ہے۔ اس سے بھی صاف طور پر اسی کی تائید ہوتی ہے کہ وہ ان لوگوں مین سے نہیں ہیں جو امام صاحب کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ دوسری بات یہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ کتاب مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ پہلے لکھی گئی اور تذکرۃ الحفاظ وسیر اعلام النبلاءاس کے بعد کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ دونوں کتابوں میں امام ابوحنیفہ کے ذکر میں اس کتاب کا حوالہ ملتا ہے۔ اور اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ پہلے حافظ ذہبی اس کے قائل تھے کہ امام ابوحنیفہ حدیث میں لین ہیں تو بعد میں ان کی رائے یقینا بدل گئی جیسا کہ بقیہ کتب میں جرح کا کوئی نام ونشان نہیں بلکہ صرف تعدیل کا لفظ ہی ملتا ہے۔

ناقدین کے استدلال کی خامیاں واضح ہوں وہ کہتے ہیں کہ۔

اس کے بعد امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس دوسرے قول کی تردید بالکل نہیں کی ہے جب کہ امام ذہبی کا معمول ہے کہ ایسے مواقع پر غیر درست جروح کو رد کر دیتے ہیں، اس نقطہ اعتراض کے جواب میں عرض ہے کہ جب وہ معا اس کے بعد امام صاحب کی توثیق نقل کرنے والے ہیں تو پھر کلام کی ضرورت کیا تھی اور جو آنجناب نے فرمایا ہے کہ وہ غیر درست جروح کو رد کر دیتے ہیں تو یہ بات مطلقا نہیں ہے۔

مثال کے طور پر دیکھئے۔ اسی کتاب میں امام محمد کے ذکر میں ص93 میں امام احمد بن حنبل سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ امام ابویوسف حدیث میں منصف تھے اور امام ابوحنیفہ اور امام محمد حدیث کی مخالفت کرتے تھے۔

یہ واضح طور پر کسی انسان کی عدالت میں نقص ہے کہ وہ احادیث رسول اکرم کی مخالفت کرتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ یہاں پر کچھ نہیں کہتے جب کہ سابق میں وہ کہہ ائے ہیں کہ تنقید کرنے والوں کی تنقید محض ضبط کے اعتبار سے ہے عدالت کے اعتبار سے نہیں ہے۔

)جہاں تک امام احمد کی اس بات کا تعلق ہے کہ امام ابوحنیفہ یا امام محمد حدیث کی مخالفت کرتے تھے تو وہ ان کے اپنے فہم کے اعتبار سے ہے۔ جیسا کہ جب امام مالک نے البیعان بالخیار مالم یتفرقا پر عمل نہیں کیا تو ابن ابی ذئب نے قتل کا فتویٰ دے دیا۔ یہی واقعہ جب امام احمد سے پوچھا گیا تو انہوں نے وہاں کہا کہ امام امالک نے حدیث کو رد نہیں کیا بلکہ اس کی تاویل کی۔ کتاب المعرفۃ والتاریخ 1/686

یہی صورت یہاں بھی ہے کہ امام ابو حنیفہ یاامام محمد کسی حدیث سے جو مطلب سمجھتے ہیں دوسرا کچھ اور سمجھتا ہے اوراپنے فہم کو حجت سمجھ کر اس کو مخالفت حدیث سے تعبیر کرتا ہے تو وہ صرف قائل کی حدتک مخالفت حدیث ہے نفس الامر میں نہیں۔

اسی کتاب میں ایک مثال دیکھئے۔وہ ابن معین سے نقل کرتے ہیں۔

يحيى بن معين يقول: مارايت فى اصحاب الراى اثبت فى الحديث،ولااحفظ،ولااصح رواية من ابى يوسف،وابوحنيفة صدوق،غيران فى حديثه مافى حديث المشائخ-يعنى من الغلط-

یحیٰ بن معین کہتے ہیں کہ میں نے رای والوں میں حدیث میں پکااور حفظ والا اور صحیح روایت کرنے والا ابویوسف سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا،اورابو حنیفہ صدوق ہیں سوائے اس کے کہ ان کی حدیث میں وہ بات ہوتی ہے جو مشائخ کی حدیث میں ہوتی ہے۔حافظ ذہبی اس کی تفسیر غلطی سے کرتے ہیں۔

یہاں دیکھئے حافظ ذہبی نے صرف مشائخ کی تفسیر بیان کی ہے خود کوئی قول نقل نہیں کیاہے اوراس قول کے مطابق چلیں توامام ابو حنیفہ صدوق ہیں۔کبھی کبھار غلطیاں ہوتی ہیں۔یعنی اگر اس کو اختصار سے کہیں توصدوق یھم قلیلا،ایسے شخص کی حدیث حدیث حسن ہو گی۔

اب چونکہ کفایت اللہ صاحب کے قول کے مطابق حافظ ذہبی غیر درست جرح کو رد کر دیتے ہیں اور یہاں کوئی تردید وغیرہ نہیں کی اس لئے اس کو تومان ہی لیناچاہئے کیاخیال ہے ؟اس بارے میں۔

اگر ہم اسی قسم کے مثال ڈھونڈنے بیٹھیں تو پھر یہ یقین مانئے یہ مضمون نہیں بلکہ مقالہ بن جائے گا۔

اس کے بعد وہ کہتے ہیں

ورامام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنا یہ کوئی اصول نہیں بتایاہے کہ میں جس قول کو آخر میں پیش کروں وہی میرا موقف ہے،بلکہ امام ذھبی رحمہ اللہ کی کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ ایسی کسی ترتیب کے پابند نہیں ہیں

اس کا دعویٰ تومیں نے بھی نہیں کیاہے بلکہ میں نے یہی کہاہے کہ **عموماجو کلام اخر میں نقل کیاجاتا ہے وہی مصنف کی مراد سمجھی جاتی ہے۔** اب اس کو اپ قاعدہ اور معمول سمجھ رہے ہیں توالگ بات ہے۔

ویسے آپ جتنی مثالیں اس کی نقل کریں گے کہ حافظ ذہبی نے شروع میں اپنی بات کہی ہے بعد میں دوسرانقطہ نظر رکھاہے۔اس سے دوگنی مثالیں میں اس کی نقل کروں گا کہ حافظ ذہبی نے اخر میں جو بات کہی ہے وہی ان کی مراد بھی ہے۔ازمائش شرط ہے۔

اس کے بعد انہوں نے ابراہیم بن عبداللہ بن حاتم الھروي کی مثال نقل کی ہے اور فرمایاہے؛

اب ذراغور کریں کہ اسی راوی کے بارے میں اپنی ایک کتاب میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے سب سے آخر میں امام نسائی کی جرح نقل کی تھی اور دوسری کتاب میں اسی راوی کا ترجمہ توثیق پر ختم کرتے ہیں!!

ہماری گزارش ہے کہ اگر اپ میزان اوردیوان کے حوالوں کے ساتھ ساتھ دیگر تمام کتابوں میں امام ابو حنیفہ کا تذکرہ ڈھونڈتے اور حافظ ذہبی کے کلام کی روشنی میں امام ابو حنیفہ کامقام ومرتبہ سمجھنے کی کوشش کرتے تواس ورطہ حیرت سے نجات پاجاتے جس میں تاحال مبتلاہیں۔لیکن اگر ایسانہیں ہورہاہے تواس کی اپنی وجوہات ہیں۔ انہی باتوں کو دوسری کتابوں،تذکرۃ الحفاظ،سیر اعلام النبلاء،تاریخ الاسلام،تذہیب التہذیب اور دیگر کتابوں کی روشنی میں دیکھیں گے (کفایت اللہ صاحب کے میزان

اوردیوان پر بات اگے چل کرہوگی اوربتایاجائے گاکہ انہوں نے جن دلیلوں کی بنیاد پر اپنے دعوی کی بنیاد رکھی ہے وہ کتنے کمزور ہیں)

وہ فرماتے ہیں کہ اخری کلام امام کاہے جو امام ابوداؤد نے کہاہے۔

رحم الله مالکاکان اماما،رحم الله الشافعی کان اماما،رحم الله اباحنیفة کان اماما

مخالفین ناقدین کے خیال سے یہ توثیق کالفظ نہیں ہے۔وہ ہمیں بتاناپسند کریں گے کہ اگر یہ توثیق کالفظ نہیں ہے توپھر حافظ ذہبی نے توثیق میں اس کاحوالہ کیوں دیاہے اس کو کیوں ذکر کیاہے؟حافظ ذہبی اور دیگر ائمہ عظام نے ہمیشہ سے اس کو توثیق کے معنی میں ہی مراد لیاہے۔اب کفایت اللہ صاحب کچھ دوسرا سمجھیں تو یہ ان کی فہم ہے۔وہ جوچاہیں سمجھیں ہمیں کفایت اللہ صاحب کے مخصوص فہم سے غرض نہیں ہے؟

## امام ابوحنیفہ کی ثقاہت کی بحث

امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت ان تاریخی اور مظلوم شخصیتوں کی طرح ہے جن کی صاف وشفاف شخصیت کو زبان حسد اور لسان تعصب نے دھندلا اور میلا کرنے کی کوشش کی۔یہ کوششیں کرنے والے اپنی کوششوں اور حسرتوں سمیت قبر میں جالیٹے اور پھر ان کی ان کوششوں کو تاریخ کے صفحات نے اپنے سینے میں دفن کرلیا۔یہ دفینہ صدیوں تک وہی مدفون رہا۔تاریخ کی سینے میں دفن ان اتہام تراشیوں کو دوبارہ سے ظہور میں لانے کی بھرپور کوشش شروع کردی ہے لیکن ایسالگتاہے کہ جو حال پہلوں کا ہواتھاوہی پچھلوں کا بھی ہوگا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ امام ابوحنیفہ کے بارے میں جرح وتعدیل کی کتابوں میں بہت کچھ ہے لیکن کیایہ بہت کچھ صفائی نیت اوراخلاص قلب کا نتیجہ ہے یاتعصب اور حسد کی کارفرمائی ہے۔اس بارے میں اگر ہم کچھ عرض کریں گے توپھر ہمارے مہربان ناک بھوں چڑھاناشروع کردیں گے اس لئے مناسب ہے کہ اس بارے میں انہی لوگوں کے بیانات شائع کئے جائیں جن کا تعلق حدیث اور علم حدیث سے رہاہے۔

امام جرح وتعدیل یحیی بن معین تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔اس فن میں ان کی امامت اور قیادت مسلم ہے۔دیکھئے وہ کیافرماتے ہیں۔

عن عباس بن محمد الدوری قال:سمعت یحیی بن معین یقول: اصحابنایفرطون فی ابی حنیفة واصحابه ،فقیل له اکان ابوحنیفه یکذب فقال :کان انبل من ذلک(جامع بیان العلم وفضله ،باب ماجاء فی ذم القول فی دین الله بالرای والظن والقیاس علی غیراصل ص1081)

امام یحیی بن معین کے اس قول سے اتناواضح ہوگیاہے کہ امام ابوحنیفہ پر محدثین کی تنقید انصاف پر مبنی نہیں بلکہ اس میں افراط اور حد سے تجاوز کیاگیاہے۔یہی بات ابن عبدالبر نے بھی کہی ہے۔

ونقمواایضا علی ابی حنیفة الارجاء،ومن اهل العلم من ینسب الی الارجاء کثیر،لم یعن احد بنقل قبیح ماقیل فیه کماعنوابذلک فی ابی حنیفه لامامته،وکان ایضا مع هذا یحسد وینسب الیه مالیس فیه،ویختلق علیه مالایلیق به (المصدرالسابق)

ابن عبدالبر کے اس ارشاد میں کئی باتیں اہم ہیں۔

:1کچھ باتیں جو محدثین کے نزدیک قابل اعتراض تھیں وہ اگرچہ دوسروں میں بھی موجود تھیں لیکن محدثین نے ان کے مثالب جمع کرنے پر اتنی توجہ نہیں دی جتنی کہ امام ابوحنیفہ کے مثالب اور مطاعن پر توجہ دی اور جہاں کہیں سے کچھ ایسی بات مل سکتی تھی جس سے امام ابوحنیفہ پر زد پڑے اس کو بطور خاص نقل کیا۔

:2اس میں حسد کی کارفرمائی شامل تھی۔یہ سب کچھ بسااوقات اخلاص نیت اور صرف روایت کے مدنظر نہیں ہوتابلکہ اس میں اہل الحدیث اوراہل الرای کی گروہ واریت تقسیم کی بھی کارفرمائی شامل تھی۔

:3 صرف یہی نہیں کیا گیا کہ ان کے متعلق جو مثالب اور مطاعن ملے ان کو نقل کرنے پر خاص توجہ دی گئی بلکہ ان کی جانب ایسی باتیں منسوب کر دی گئیں جس سے وہ بالکل بری اور پاک دامن تھے۔

یہ بات کہ امام ابوحنیفہ کی جانب غیر ثابت شدہ باتیں منسوب کر دی گئی ہیں صرف ابن عبدالبر کا بیان نہیں بلکہ ہمارے کرم فرما کفایت اللہ صاحب کے ممدوح حضرت ابن تیمیہ بھی یہی کہتے ہیں۔

ان اباحنیفه وان کان الناس خالفوه فی اشیاء وانکروهاعلیه،فلایستریب احد فی فقهه وفهمه وعلمه،وقد نقلوانه اشیاء یقصدون بهاالشناعةعلیه وهی کذب علیه قطعا (منهاج السنة النبویه259/1 )

یہاں پر حضرت ابن تیمیہ نے یہ بات صاف کر دی ہے کہ امام ابوحنیفہ کی کچھ لوگوں نے اپنی جانب سے اوراپنے جی سے گڑھ کر باتیں ان کی جانب منسوب کر دی ہیں۔ اور یہ کرنے والے کون ہوسکتے ہیں بتانے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔

حضرت ابن تیمیہ کا ذکر درمیان میں آگیا۔بات اصلاحضرت ابن عبدالبر کی ہورہی تھی۔ حضرت ابن عبدالبر نے کئی مقامات پر اس کی تشریح کی ہے کہ محدثین کے امام ابوحنیفہ پر جرح میں بسااوقات حسد کی کارفرمائی شامل رہی ہے۔ایک مقام توگزرچکا۔دوسری جگہ وہ فرماتے ہیں۔

وکان مع ذلک محسودا لفهمه وفطنته (الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة 277)

تیسری جگہ وہ لکھتے ہیں۔

قال ابوعمر:وافرط اصحاب الحدیث فی ذم ابوحنیفۃ رحمہ الہ وتجاوزاالحد فی ذلک(جامع بیان العلم وفضلہ،باب ماجاءفی ذم القول فی دین اللہ بالرای والظن والقیاس علی غیر اصل (1080

صرف اتنے پر بس نہیں ہے بلکہ حافظ ابوعمروابن عبدالبر الانتقاء میں امام ابویوسف کے ذکر میں ابن جریر طبری کی یہ بات نقل کرنے کے بعد کہ اہل حدیث نے امام ابویوسف کی احادیث نقل کرنے یاان سے اخذ کرنے سے پرہیز کیاہے،اس پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں۔

واما سائراهل الحدیث فهم کالاعداء لابی حنیفة واصحابها لانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة ص333)

اتنی شہادتوں کے بعد اب اس کی ضرورت نہیں رہ گئی ہے کہ ہم مزید شہادتیں پیش کریں۔آخر میں صرف ایک اہل حدیث عالم شیخ جمال الدین قاسمی کی شہادت پیش کر دیتے ہیں جس سے محدثین حضرات کے اہل الرائے کے بارے میں طرز عمل کا معمولی سااندازہ ہوسکے گا۔

وقد تجافی ارباب الصحاح الروایة عن اہل الرای ،فلاتکاد تجد اسما لهم فی سند من کتب الصحاح اوالمسانید اوالسنن وان کنت اعد ذلک فی البعض تعصبا،اذیری المنصف عندهذاالبعض من العلم والفقه ،مایجدر ان یتحمل عنه، ویستفاد من عقله وعلمه ولکن لکل دولة من دول العلم سلطة وعصبة ذات عصبیة ،تسعی فی القضاء علی من لایوافقها ولایقلدهافی جمیع مآتیها،وتستعمل فی سبیل ذلک کل ماقدرلهامن مستطاعها،کماعرف ذلک من سبرطبقات دول العلم،ومظاهرمااوتیته من سلطان وقوة۔ولقد وجد لبعض المحدثین تراجم لائمة اہل الرای ،یخجل المرء من قراءتها فضلاًعن تدوینها،ومااالسبب الاتخالف المشرب، علی توهم التخالف ورفض النظرفی المآخذ والمدارک،التی قدیکون معهم الحق فی الذهاب الیها،فان الحق یستحیل ان یکون وقفا علی فئة معینة دون غیرها،والمنصف من دقق فی المدارک غایة التدقیق ثم حکم بعد۔( الجرح والتعدیل ص24)

شیخ قاسمی نے اپنے قول "وقد تجافی ارباب الصحاح الروایۃ عن اہل الرای" کی تشریح میں لکھا ہے۔

كالامام ابى يوسف،والامام محمد بن الحسن،فقد لينهمااهل الحديث، كماترى فى ميزان الاعتدال،ولعمرى لم ينصفوهما،وهماالبحران الزاخران وآثارهماتشهد بسعة علمهما وتبحرهما بل بتقدمهماعلى كثيرمن الحفاظ وناهيک كتاب الخراج لابى يوسف وموطاالامام محمد

اتنی شہادتیں یہ بتانے کیلئے کافی ہیں کہ امام ابوحنیفہ اوران کے متبعین کے خلاف کس طرح کی گرد اڑائی گئی ہے اور کس طرح سے ان کی شفاف اورپاکیزہ شخصیت کو دھندلااور گدلا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اگر اس مضمون کے طویل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں امام ابوحنیفہ پر محدثین کی جرح کے بعض ایسے شواہد پیش کرتا جس کو پڑھ کر قارئین کو ہماری پیش کردہ بات کی صداقت کا اندازہ ہوجاتا۔اور سند کی تحقیق کرنے کی ضرورت ہی نہ پیش آتی کیونکہ جب متن ہی اپنے وضع اور کذب کی شہادت دے رہاہو تو پھر سند کی تحقیق کی کیاحاجت رہ جاتی ہے۔

## امام ابوحنیفہ پرمحدثین کرام کی جرح اور ان کی نوعیت

امام ابوحنیفہ پر محدثین کرام نے جو جرحیں کی ہیں اسے آسانی کیلئے چار خانوں میں تقسیم کیاجاسکتاہے۔

پہلی قسم جرح کی وہ ہے جس میں امام ابوحنیفہ کے معتقدات کو گمراہ کن کہاگیاہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ امام ابوحنیفہ مرجئہ قدریہ اور تمام گمراہ فرقوں کے عقائد کے حامل تھے۔اس سلسلے میں یہ لطیفہ بلکہ کثیفہ یادرکھنے کے قابل ہے کہ امام ابوحنیفہ کے معتقدات کو نشانہ بنانے والوں نے یہ سوچنے کی کبھی زحمت گوارانہیں کی ایک شخص تمام گمراہ کن عقائد کا حامل کس طرح ہوسکتاہے۔جو مرجئہ ہوگا وہ قدریہ نہیں ہوگا۔جو قدریہ ہوگا۔وہ خارجی نہیں ہوگا جو خارجی ہوگا وہ جہمی نہیں ہوگا۔

امام ابوحنیفہ کے معتقدات پر جو جرحیں ہیں وہ تمام کی تمام خواہ کتنی ہی اعلیٰ اور صحیح سند کے ساتھ ہوں اس لائق ہیں کہ انہیں ردی کی ٹوکری میں پھینک دیاجائے یاردی کی ٹوکری میں پھینکنے سے کسی کی دل شکنی ہورہی ہے تو اسے نذرآتش کردیاجائے۔امام ابوحنیفہ کے معتقدات پر کتابیں موجود ہیں۔کچھ تو خودان کی جانب صحیح طورپر منسوب ہیں۔جس میں محدثین کرام کے بیان کردہ غلط عقائد کا نام ونشان تک نہیں۔اور سب سے بڑھ کر اوروزنی شہادت العقیدۃ الطحاویہ ہے جس میں امام طحاوی نے جو مشہور محدث اور فقیہہ ہیں انہوں نے امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اورامام محمد کے عقائدبیان کرنے کا اہتمام کیاہے اس میں ان چیزوں کا دور دور تک کوئی نام ونشان نہیں ہے۔اس کے باوجوداگر کوئی امام ابوحنیفہ کو عقائد کے اعتبار سے نشانہ بناتاہے تو یہ سخافت عقل کی نشانی ہے۔محدثین کرام کی جرح کا ایک بڑاحصہ اسی قسم کاہے۔

اسی میں ایک اہم بات جس پر بطور خاص توجہ رہنی چاہئے وہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کو عام طورپر مرجئہ کہاگیاہے۔حالانکہ نتیجہ کے اعتبار سے محدثین نے جوکچھ کہاہے اورامام ابوحنیفہ نے جوکچھ کہاہے اس میں ذرہ برابر بھی کوئی فرق نہیں ہے اوراگر بطور فرض اس کو ارجاء تسلیم بھی کرلیں تو یہ ارجاءاہل السنۃ ہے جیساکہ فرق وملل پر لکھنے والوں نے بیان کیاہے۔

محدثین کرام کے جرح کی دوسری قسم وہ ہے جس میں جرح کا نام ونشان تو موجود نہیں ہے بلکہ جرح کرنے والے نے اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں اور دل کا بخار نکالاہے۔اوراگر ایماندارانہ اور منصفانہ مزاجی سے جائزہ لیاجائے تو جرح کرنے والاخود قابل جرح اور مجروح ہوگا۔اس کی ایک دومثالیں پیش کرتاہوں۔

عبداللہ بن الزبیر الحمیدی مشہور محدث اورامام بخاری کے اجلہ اساتذہ میں سے ہیں۔ان سے منقول ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ کو سرعام "ابوجیفہ "فرمایاکرتے تھے اور صرف یہ نہیں کہ عام جگہوں پر ان کا یہ حال تھابلکہ وہ اس فعل شنیع کا ارتکاب مسجد حرام میں لوگوں کے مجمع کے درمیان کیاکرتے تھے(تاریخ بغداد 13/432،بحوالہ نشر الصحیفہ 138)

اس سے سرسری طورپر مت گزرجایئے۔ذراسوچئے کیالعن طعن ایک مومن کااخلاق ہوسکتاہے۔کیااس فعل شنیع کی شریعت میں مذمت ہوئی ہے یامدح کی گئی ہے۔ کیاحضورپاک نے منافقوں کی صفت نہیں بیان کی "اذاخاصم فجر"اب اگر کوئی دوسراحمیدی کو اخلاق کے لحاظ سے مجروح قراردے تو کیااس میں کچھ غلط بات ہوگی؟

سفیان ثوری مشہور محدث اور فقیہہ ہیں۔ یہ دل نہیں مانتا کہ ان کے جیسے محتاط اور متقی شخص نے یہ بات کہی گئی لیکن چونکہ ان کی جانب یہ قول منسوب ہے لہذا ہم بھی ان کی جانب نسبت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

عبداللہ بن احمد نے کتاب السنۃ 1/195 میں نقل کیاہے۔وہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں یاامت محمدیہ کوئی شخص ایساپیدا نہیں ہو جس نے اسلام کو اتنانقصان پہنچایاہو جتنا کہ امام ابوحنیفہ نے پہنچایاہے۔ بعض روایت میں اشام کا بھی ذکر ہے یعنی اسلام میں ان سے زیادہ نحوست والاپیدا نہیں ہوا۔

اولا تو اسلام نحوست کا قائل نہیں ہے۔ نحوست بالفرض اگر ہے بھی تو تین چیزوں میں جیسا کہ حدیث میں آتاہے۔ پھر ان حضرت پر کیاکوئی وحی نازل ہوئی تھی کہ انہوں نے ایک فرد کونہ صرف منحوس قرار دیابلکہ ان کو اسلام میں سب سے زیادہ منحوس قرار دے دیا۔ کیاوہ علم غیب کے بھی مدعی ہیں کہ آگے چل کر ان سے بھی زیادہ کوئی اسلام کو نقصان پہنچانے والایاان سے زیادہ نحوست والاپیدا نہیں ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ایسی بے بنیاد بات ہے کہ کہنے والاخود مجروح ہوجاتاہے اور درجہ ثقاہت سے گر کر مجروحین کی صف میں بلند مقام پاتاہے۔لیکن افسوس کہ جن ناقلین نے اس کلام کو نقل کیا۔انہوں نے بھی باوجود علم وفہم کے اس کلام میں موجود خامیوں کی جانب قطعاکوئی توجہ نہیں دی۔

آخر میں ایک لطیفہ کے طور پر ایک محدث ابن جارود کی بات نقل کرتاہوں۔ قارئین خود اندازہ لگائیں اور سوچیں کہ کیامحدثین کرام کی اس قسم کی باتوں کو بھی بلاتامل اور غوروفکر کے تسلیم کرلیاجائے کہ مستند ہے ان کافرمایاہوا۔

ابن جارود لکھتے ہیں۔

النعمان بن ثابت ابوحنیفه جل حدیثه وهم وقد اختلف فی اسلامه(الانتقاءص287)

اس پر حافظ بدرالدین عینی نے عقدالجمان میں بالکل صحیح لکھاہے۔

وهل یحل لمن یتسم بالاسلام ان یقول هذاالقول کیاجو شخص صفت اسلام اورایمان سے متصف ہے وہ اس طرح کی بے بنیاد اوراحمقانہ بات کہہ سکتاہے۔انااللہ واناالیہ راجعون۔

محدثین کرام کی امام ابوحنیفہ پر جرح کی تیسری قسم وہ ہے جس میں ان کے اجتہادات پر اعتراض کیاگیاہے۔

یہ جرح کی کوئی بات نہیں ہوسکتی ہے۔ فروعی مسائل میں ہمیشہ اختلاف رہاہے۔صحابہ کرام کے درمیان فروعی مسائل میں واضح طورپر اختلاف تھا۔ اکابر تابعین کے درمیان فروعی مسائل میں ہزاروں اختلاف تھے لیکن کبھی کسی نے اس کی وجہ سے کسی کو مجروح نہیں کہا۔ صغار تابعین اور تبع تابعین کے اجلہ علماء اورفقہاء کے درمیان بھی اختلاف رہاہے اس کی وجہ سے کبھی کسی نے کسی پر جرح نہیں کی۔مکہ، مدینہ اور کوفہ کے علماء کے درمیان بعض مسائل میں قدیم زمانے سے اختلاف چلاآرہاتھالیکن اس کو کسی نے جرح کاموجب نہیں گردانا۔ امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ کے مسائل سیر پر اعتراض وارد کئے اور تردید کی۔ جس پر امام ابویوسف نے الرد علی سیر الاوزاعی لکھی۔ جس کے بعد پھر امام شافعی نے کتاب الام میں امام اوزاعی کی جانب سے دفاع کافریضہ انجام دیاہے۔ کیایہ بھی کوئی طعن کی وجہ سے بن سکتاہے؟

امام محمد نے الرد علی اہل المدینہ لکھی۔ امام شافعی نے الرد علی محمد بن الحسن کے نام سے ایک پوراباب لکھا۔ عیسی بن ابان نے امام شافعی کی تردید میں ایک مستقل کتاب لکھی۔ پھر اس کے بعد امام شافعی نے عیسی بن ابان کی کتاب کاجواب دیاجس کاجواب الجواب خصاف نے لکھا۔ علماء کے درمیان مناقشہ اور تنقید توچلتاہی رہاہے کیااس کو بھی وجہ جرح شمار کردیاجائے گا۔

اگر فروعی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے کوئی مجروح ہوسکتاہے توپھر بڑے بڑے محدثین بھی مجروحین کی صف میں نظر آئیں گے۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ ابن ابی شیبہ نے اپنی مایہ ناز تصنیف "مصنف" میں ایک باب باندھاہے جس میں بزعم خود یہ ثابت کرناچاہاہے کہ انہوں نے اس میں حدیث رسول کی مخالفت کی ہے۔ مقبل

الوادعی کو چونکہ امام ابوحنیفہ سے کمال درجہ کا بغض اور نفرت ہے اس لئے اس نے اس پورے باب کو باوجود طوالت وضخامت کے اپنی بیہودہ کتاب نشر الصحیفہ میں جگہ دی ہے۔ابن ابی شیبہ کے اعتراضات اس کتاب کے علماء نے قدیم دور سے ہی شافی کافی جواب دیئے ہیں۔جن میں صاحب جواہر المضیئہ حافظ قرشی اور حافظ قاسم بن قطلوبغا بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ماضی قریب میں نائب شیخ الاسلام خلافت عثمانیہ علامہ شیخ محمد زاہد الکوثری نے نہایت تحقیقی جواب النکت الطریفہ فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفہ کے نام سے لکھاہے جو طبع ہو کر قبول عام حاصل کر چکاہے۔

ابن ابی شیبہ کے علاوہ دوسرے بعض ظاہر پرستوں نے جن کے علم کی وسعت حدیث کے ظاہر حد تک محدود تھی جب امام ابوحنیفہ کے دقت مدارک تک اور لطیف استنباط تک نہ پہنچ سکے تو ان پر مختلف قسم کی جرحیں کر دی۔جس کے نمونے کتب جرح کی مختلف کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں۔یہ اگرچہ بنیادی طور پر جرح نہیں ہے لیکن اس کے باوجود مقبل الوادعی نے نشر الصحیفہ میں اس کو بطور جرح ذکر کرکے اپنی کتاب کی ضخامت بڑھانے کی کوشش کی ہے۔

امام ابوحنیفہ پر محدثین کی جرح کی چوتھی قسم وہ ہے جو واقعتاجرح ہے اور جس میں انہوں نے محدثانہ حیثیت سے امام ابوحنیفہ پر کلام کیاہے

لیکن اس میں بھی دوحیثیتیں ہیں۔اول تو یہ کہ بیشتر جرحیں غیر مفسر ہیں۔یعنی جرح کا سبب اوراس کی وجہ بیان نہیں کیا گیا۔کچھ جرحیں ایسی ہیں جو واقعتامفسر ہیں لیکن اس کی تعداد بہت کم ہے۔

ایسانہیں ہے کہ یہ چار تقسیم کرنے میں ہم نے کوئی جدت طرازی کی ہو اور کوئی نیاکام کیاہو یا کسی بدعت کو جگہ دی ہو بلکہ اس سے قبل حافظ ابن عبدالبر بھی قریب قریب وہی بات کہہ چکے ہیں۔ہم ان کی بات بطور تائید پیش کر رہے ہیں۔

قال ابوعمر:کثیرمن اهل الحدیث استجازواالطعن علی ابی حنیفة،لرده کثیرامن اخبارالآحاد العدول، لانه کان یذهب فی ذلک الی عرضها علی مااجتمع علیه من الاحادیث ومعانی القرآن ،فماشذ عن ذلک رده وسماه شاذا،وکان مع ذلک ایضایقول: الطاعات من من الصلاة وغیرها لاتسمی ایمانا،وکل من قال من اهل السنة الایمان قول وعمل ینکرون قوله، ویبدعونه بذلک وکان مع ذلک محسودا لفهمه وفطنته(الانتقاء ص277)

الانتقاء کے محقق شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کہتے ہیں۔

رحم الله اباحنیفه فقد لخص فی هذه الکلمات القلیلة سبب الطعن فی الامام ابی حنیفة ممن طعن فیه من اهل الحدیث فذکر ثلاثة اسباب:

1مسلک ابی حنیفه فی العمل باخبارالآباد کماشرحه

2قوله فی الطاعات لاتدخل فی مسمی الایمان

3 کونه کان مع ذلک محسودا لفهمه وفطنته ----الانتقاءص277

اس کے علاوہ حافظ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم میں بھی محدثین کرام کے امام ابوحنیفہ پر اعتراضات کے اسباب بیان کئے ہیں۔اس کیلئے دیکھئے۔(جامع بیان العلم وفضلہ1080)

یہاں ہم ایک بات صاف کر دیں کہ امام ابوحنیفہ خبرواحد کو مطلقارد نہیں کرتے تھے بلکہ اس سے جو امر فرض کے درجہ مین ثابت ہواہے خبرواحد سے اس فریضہ پر فرضیت کے درجے میں اضافہ کے قائل نہیں تھے بلکہ وجوب کے درجے میں اضافہ کے قائل تھے مثلانماز فرض ہے نص قرآنی اوراحادیث کثیرہ متواترہ سے۔

اس کے بالمقابل ایک حدیث آتی ہے طمانیت کی جس نے نماز کے ارکان کو تعدیل کے ساتھ ادانہیں کیاطمانینت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔رسول پاک نے ایک شخص کو جلدی جلدی نماز پڑھتے دیکھ کر فرمایا۔قم فصل فانک لم تصل

امام ابوحنیفہ تعدیل ارکان کو فرض نہیں کہتے بلکہ واجب کہتے ہیں۔ اس کو کوئی بھی شخص حدیث کی تردید نہیں کرے گا لیکن بعض لوگوں نے ائمہ احناف کے بیان میں اس مضمون کی پوری تشریح نہ ہونے کی وجہ سے یا پھر حسد و تعصب سے اس کو حدیث کی تردید و تغلیط کا نام دے ڈالا۔ اسی بات کی بہترین انداز میں تشریح علامہ انور شاہ کشمیری نے بھی کی ہے اس کیلئے دیکھئے۔

## مناقب ابی حنیفہ کی عبارت کادرست مفہوم

حقیقت یہ ہے کہ کچھ چیزیں اگرچہ ہوتی سیدھی سادھی ہوتی ہیں لیکن اپنے نظریات کو منطبق کرنے کیلئے جب کھینچ تان کی جاتی ہے تو سیدھی سادھی عبارتیں بھی فلسفیانہ پیچیدگیوں کومات دینے لگتی ہیں اوراس کے باوجود بھی جب بات نہیں بنتی ہے توادھر ادھر کی ازکار رفتہ تاویلات سے جہاں معنی کو آباد کیاجاتاہے۔حالانکہ اگر فکر ونظر میں تھوڑی سے غیر جانبداری کو جگہ دی جائے تو معاملہ لاینحل نہیں رہتابلکہ آسانی سے سلجھ جاتاہے۔

حافظ ذہبی کی عبارت ایک مرتبہ پڑھ قارئین ملاحظہ کرلیں۔

فصل في الاحتجاج بحديثه

اختلفوا في حديثه على قولين، فمنهم من قبله ورآه حجة، ومنهم من لينه لكثرة غلطه في الحديث ليس إلا.

قال علي بن المديني :قيل ليحيى بن سعيد القطان: كيف كان حديث أبي حنيفة؟ قال: " لم يكن بصاحب حديث۔

قلت: لم يصرف الإمام همته لضبط الألفاظ والإسناد، وإنما كانت همته القرآن والفقه، وكذلك حال كل من أقبل على فن، فإنه يقصر عن غيره , من ثم لينوا حديث جماعة من أئمة القراء كحفص، وقالون وحديث جماعة من الفقهاء كابن أبي ليلى، وعثمان البتي، وحديث جماعة من الزهاد كفرقد السنجي، وشقيق البلخي، وحديث جماعة من النحاة، وما ذاك لضعف في عدالة الرجل، بل لقلة إتقانه للحديث، ثم هو أنبل من أن يكذب "۔

وقال ابن معين فيما رواه عنه صالح بن محمد جزرة وغيره: أبو حنيفة ثقة، وقال أحمد بن محمد بن القاسم بن محرز، عن يحيى بن معين لا بأس به
وقال أبو داود السجستاني: «رحم الله مالكا كان إماما، رحم الله أبا حنيفة كان إماما»

مخالفین کا ماننا ہے کہ اس عبارت میں حافظ ذہبی نے امام ابوحنیفہ پر جرح کی ہے۔اس کی کئی وجہیں انہوں نے بیان کی ہیں۔

:1 حافظ ذہبی نے اس قول سے اختلاف نہیں کیاجب کہ ان کی عادت ایسے مواقع پر اختلاف کرنے کی ہے۔

چناچہ وہ لکھتے ہیں

اس کے بعد امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس دوسرے قول کی تردید بالکل نہیں کی ہے جب کہ امام ذہبی کا معمول ہے کہ ایسے مواقع پر غیر درست جروح کو رد کردیتے ہیں، ایک مثال ملاحظہ ہو:

إبراهيم بن خالد أبو ثور الكلبى.أحد الفقهاء الاعلام.وثقه النسائي والناس.

وأما أبو حاتم فتعنت، وقال: يتكلم بالرأى فيخطئ ويصيب، ليس محله محل المسمعين في الحديث.

فهذا غلو من أبي حاتم، سامحه الله. [میزان الاعتدال موافق رقم 1 / 29]۔

لیکن یہاں امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام یحیی بن سعید رحمہ اللہ کے قول سے ہرگز اختلاف نہیں کیاہے بلک اس کی تائید کرتے ہوئے اس کی وجہ بھی بتادی ہے کہ امام صاحب کی توجہ اس جانب تھی ہی نہیں جس کے سبب وہ حدیث میں مضبوطی لانے سے قاصر تھے پھر اس قسم کے اور لوگوں کی مثالیں دی ہیں جو حدیث کی طرف مکمل توجہ نہ دینے کے سبب لین الحدیث ہوگئے،اس سے صاف ظاہر ہے امام ذہبی رحمہ اللہ کے نزدیک امام ابوحنیفہ لین الحدیث وضعیف الحدیث تھے۔

ان مخالفین کے الفاظ میں ہی سوال ہے کہ کیا یہ کوئی قاعدہ کلیہ ہے کہ وہ ایسے مواقع پر اپنا نقطہ نظر واضح کر ہی دیا کرتے ہیں یا خاموشی سے گزر جاتے ہیں۔ اب غیر مقلدین میں سے بیشتر حضرات کا خیال یہ ہے کہ مستدرک علی الصحیحین للحاکم میں حافظ ذہبی کا سکوت کرنا رضامندی کی علامت نہیں ہے؟ خود اسی کتاب میں کئی ایسے مواقع ہیں جہاں حافظ ذہبی نے تردیدی باتیں ذکر نہیں کی ہیں۔ بقول آنجناب کہ کذابین سے روایت نقل کی ہے۔ تو کیا حافظ ذہبی نے ان رواۃ سے روایت نقل کرکے اپنا نقطہ نظر واضح کیا؟

آپ نے چونکہ ایک مثال دینے کی زحمت گوارا فرمائی ہے لہذا ایک مثال ہماری جانب سے بھی قبول کریں۔ اسی کتاب میں امام ابویوسف کے ترجمہ میں احمد بن حنبل سے نقل کرتے ہیں۔

سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ، يَقُولُ: «كَانَ أَبُو يُوسُفَ مُنْصِفًا فِي الْحَدِيثِ، فَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، فَكَانَا مُخَالِفَيْنِ لِلأَثَرِ»

مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ ص 93

اب سوال یہ ہے کہ کیا امام ابوحنیفہ اور امام محمد حافظ ذہبی کے نزدیک مخالفین اثر ہیں؟ اس کا جواب نفی میں ہونے کے باوجود دیکھئے انہوں نے کوئی تردید نہیں کی۔ امام ابویوسف حافظ ذہبی کے نزدیک ثقہ راوی ہیں۔ باوجود اس کے انہوں نے امام ابویوسف کے ترجمہ میں ان کی تضعیف کنندگان کی تردید نقل نہیں کی۔ ویسے مثالیں ڈھونڈنے سے بہت ساری مل جائیں گی لیکن ہم اتنے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔

## اقوال کی استنادی حیثیت پر بحث موضوع سے خارج

صاحب تنقید نے آگے چل کر ابن معین کے اقوال پر استنادی لحاظ سے بحث کی ہے۔ اگرچہ اس پر ہم بھی بحث کرسکتے ہیں اور بتاسکتے ہیں کہ ابن محرز کے اقوال کو تمام ائمہ جرح وتعدیل نے قبول کیا ہے اور اس سلسلے میں ابن محرز پر کوئی جرح نہیں کی ہے اور یہی ابن محرز کی سب سے بڑی توثیق ہے۔ اگر ابن محرز کے نقل کردہ اقوال ناقابل قبول ہوتے تو کسی ایک کو تو کسی ایک جگہ اس کی تصریح کرنی چاہئے تھی۔ لیکن بعد کے تمام جرح وتعدیل پر لکھنے والوں نے ابن محرز کے اقوال کو برضاء ورغبت قبول کیاہے اور نقل کیاہے اس سے زیادہ اور کیاچاہئے۔
اسی طرح صالح الجزرہ پر بھی بحث کی جاسکتی ہے کہ حافظ مزی نے اس کو جزم کے صیغہ کے ساتھ نقل کیاہے اور حافظ مزی مقدمہ میں کہہ چکے ہیں کہ جس کی سند درست ہوگی اس کو میں جزم کے صیغہ کے ساتھ نقل کروں گا۔ اب وہ سند ہمارے سامنے نہیں ہے لیکن مزی کے ساتھ ضرور تھی۔
لیکن اس سب سے گریز کرنا صرف اس لئے مقصود ہے کہ بحث کا موضوع حافظ ذہبی کی نگاہ میں ہے۔ اور حافظ ذہبی نے جن اقوال کو جزم کے ساتھ نقل کیاہے ہم بھی انہیں جزم اور ثقاہت کے ساتھ ہی تسلیم کریں گے۔ کیونکہ یہ موضوع کا تقاضہ ہے۔
مخالفین کی پہلی تاویل یہ ہے کہ ابن معین کی توثیق توثیق اصطلاحی نہیں۔
کہتے ہیں چاہ کن راچاہ درپیش۔

جس طورپر انہوں نے مجھے سابق میں کہا تھا بعینہ ویسے ہی کہا جاسکتا ہے کہ؛

اس جملہ سے لگتاہے کہ انہوں نے توثیق اصطلاحی کا نہ ہونا جو بیان کیاہے وہ ان کا اپنا اجتہاد ہے اس کی وضاحت اس سے ہوتی ہے کہ انہوں نے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔ لیکن اس کے ماننے میں ہمیں سخت تامل ہے اور ہمیں دلائل کی بنیاد پر یہی لگتاہے کہ یہ توثیق اصطلاحی کے نہ ہونے کی بات ان کی اپنی اپج نہیں بلکہ دوسرے کی بوئی ہوئی فصل کاٹنے کی کوشش ہے اور وہ اس سلسلے میں البانی اور مقبل الوادعی جیسوں کی تقلید کررہے ہیں۔

البانی کاحوالہ

والحقيقة أن رأى ابن معين كان مضطربا في الإمام، فهو تارة يوثقه، وتارة يضعفه كما في هذا النقل، وتارة يقول فيما يرويه ابن محرز عنه في " معرفة الرجال " (1 / 6 / 1) : كان أبو حنيفة لا بأس به، وكان لا يكذب، وقال مرة أخرى: أبو حنيفة عندنا من أهل الصدق، ولم يتهم بالكذب.ومما لا شك فيه عندنا أن أبا حنيفة من أهل الصدق، ولكن ذلك لا يكفي ليحتج بحديثه حتى ينضم إليه الضبط والحفظ، وذلك مما لم يثبت في حقه رحمه الله )سلسلة الاحاديث الضعيفة 665/1(

مقبل الوادعی کاحوالہ

فهذا أبو زكرياء يحيى بن معين إمام الجرح والتعديل صح عنه توثيقه وصح عنه الطعن فيه، والذي يظهر لي أنه يفسر كلامه بكلامه، فقد سئل عنه فقال: هو أنبل من أن يكذب، وقد جرحه كما سيأتي في ترجمته بالسند الصحيح، فجرحه له من أجل رأيه وتخليطه في الحديث، وتوثيقه من أجل أنه لا يكذب. )نشرالصحيفة ص4(

لیکن ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمیں کسی پر رد اس اعتبار سے نہیں کرنا ہے کہ فلاں نے یہ بات کہی ہے یافلاں نے۔ہمیں تو بات اور کلام کو دیکھنا ہے صحیح ہے تو قبول کرنا ہے اور غلط ہے تورد کرنا ہے چاہے بات کسی کی بھی ہو البانی اور مقبل الوادعی کی یا کسی اور کی۔

کفایت اللہ سنابلی، البانی اور مقبل الوادعی اس سلسلے میں متفق ہیں کہ یہاں توثیق اصطلاحی مراد نہیں ہے بلکہ توثیق لغوی اور صلاح وصدق مراد ہے۔

کفایت اللہ سنابلی کاموقف ان دونوں سے ان معنوں میں مختلف ہے کہ وہ دونوں ابن معین کی امام ابوحنیفہ کے سلسلے میں توثیق کو ثابت شدہ مانتے ہیں۔

پھر البانی توامام صاحب کو ضعیف فی الحدیث مان کر فقہ میں اونچے درجہ کافقیہہ مانتے ہیں جب کہ مقبل الوادعی امام صاحب کی مدح وثناء کو ہدم السنۃ سے تعبیر کرتے ہیں اوراسی سے قریب تر موقف کفایت اللہ کا بھی ہے لیکن بے چارے کھل کر اظہار نہیں کرپاتے شاید گھبرارہے ہوں۔

## کفایت اللہ کی تاویل اوراس کی غلطی

کفایت اللہ صاحب ابن معین کی توثیق کے سلسلے میں یہ تاویل کرتے ہیں؛

یہاں کا سیاق دیکھ لیں تو وہ بھی اسی بات پر دلالت کرتاہے چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تضعیف کرنے کے بعد توثیق کی جوبات نقل کی ہے اس کی شروعات ان لفظوں سے ہوتی ہے:

ثم هو أنبل من أن يكذب۔۔۔

یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جھوٹ بولنے سے پاک ہیں۔پھر اس کے بعد فوراابن معین سے توثیق نقل کی ہے اس سیاق سے صاف ظاہر ہے کہ مابعد کی عبارت میں امام صاحب کی جو توثیق منقول ہے وہ توثیق غیر اصطلاحی ہے

اس سے آگے بڑھ کر وہ لکھتے ہیں؛

امام ذہبی رحمہ اللہ رحمہ اللہ نے بعض مقامات پر یہ صراحت کررکھی ہے کہ ناقدین کبھی کبھی دیانت داری اور سچائی کے لئے لحاظ سے کسی کو ثقہ کہہ دیتے ہیں اس سے ناقدین کا مقصد اصطلاحی معنی میں ثقہ کہنا نہیں ہوتا،ذیل میں امام ذہبی کی یہ صراحت ملاحظہ ہو:

امام حاکم رحمہ اللہ نے ایک راوی ”خارجۃ بن مصعب الخراسانی“ کی توثیق کی توامام ذہبی رحمہ اللہ نے یہ وضاحت کیا کہ اس توثیق سے مراد یہ ہے کہ اس راوی سے جھوٹ بولنا ثابت نہیں ہے،امام ذہبی رحمہ اللہ کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

وَقَالَ الحَاكِمُ: هُوَ فِي نَفْسِهِ ثِقَةٌ -يَعْنِي: مَا هُوَ بِمُتَّهَمٍ-.[سير أعلام النبلاء 7/ 327]۔

معلوم ہوا کہ بعض ناقدین کبھی کبھی دیانت داری اور سچائی کے لئے لحاظ سے کسی کو ثقہ کہہ دیتے ہیں اس سے ناقدین کا مقصد اصطلاحی معنی میں ثقہ کہنا نہیں ہوتا اور امام ابن معین رحمہ اللہ کی توثیق ابی حنیفہ بشرط ثابت اسی معنی میں ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ خود امام ابن معین رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ضعیف فی الحدیث قرار دے رکھا ہے جیسا کے حوالے پیش کئے جا چکے ہیں۔

کفایت اللہ صاحب کی ساری عرض ومعروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن معین کی توثیق توثیق اصطلاحی نہیں ہے بلکہ توثیق عرفی اور لغوی ہے یعنی کسی شخص کے صالح اور سچے ہونے کی بناء پر اس کو ثقہ کہہ دیا اگرچہ وہ ضبط واتقان کی صفت سے متصف نہ ہو۔

اب ذرا ہم بھی سیاق کلام کا جائزہ لے لیتے ہیں کہ اس سے کیا مراد ہو سکتا ہے؟

حافظ ذہبی ابتداء میں کہتے ہیں

فصل في الاحتجاج بحديثه اختلفوا في حديثه على قولين:

فمنهم:

من قبله ورآه حجة۔

ومنهم:

من لينه لكثرة غلطه في الحديث ليس إلا۔

ام ابو ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حدیث سے احتجاج کا بیان، آپ کی حدیث سے احتجاج کے سلسلے میں محدثین کے دو قول ہیں:

پہلا قول:

ابو حنیفہ

مقبول اور حجت

ہیں۔

دوسرا قول:

ابو حنیفہ لین الحدیث ہیں کیونکہ حدیث میں یہ بکثرت غلطی کرتے تھے صرف اسی وجہ سے۔

امام علی بن مدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام یحیی بن سعید القطان سے پوچھا گیا کہ ابو حنیفہ کی حدیث کسی ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: ابو حنیفہ حدیث والے نہ تھے۔

اب یہ تو واضح ہے کہ انہوں نے اولا ان کا قول بیان کیا جنہوں نے امام ابو حنیفہ کو لین قرار دیا ہے۔ اور اس سلسلے میں علی بن مدینی سے یحیی بن سعید القطان کا قول نقل کیا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے ان کا قول بیان کیا ہے جنہوں نے ان کی حدیث کو قبول کیا ہے اور روایت حدیث کے سلسلے میں ان کو حجت تسلیم کیا ہے۔

واضح رہے کا حجت ثقہ سے بھی زیادہ متقن افراد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

حافظ سخاوی شرح الالفیہ میں تحریر کرتے ہیں

وَالْحجّة اقوى من الثِّقَة ------ الرفع والتكميل 155

اس کے بعد اس سلسلے میں کہ جن لوگوں نے ان کی مرویات کو قبول اور ان کو روایت حدیث میں حجت تسلیم کیا ہے۔ ابن معین کا قول نقل کرتے ہیں

وقال ابن معين فيما رواه عنه صالح بن محمد جزرة وغيره: أبو حنيفة ثقة،

وقال أحمد بن محمد بن القاسم بن محرز، عن يحيى بن معين لا بأس به

تو کیا اتنی صاف اور واضح عبارت کے باوجود بھی ابن معین کی امام ابو حنیفہ کی توثیق کو توثیق غیر اصطلاحی سمجھنا چاہئے؟

پھر حافظ ذہبی نے بذات خود جو بات کہی ہے کہ محدثین کا ایک گروہ ان کی حدیث کو قبول کرتا ہے اور روایت حدیث میں ان کو حجت سمجھتا ہے اس لحاظ سے اس توثیق کو اسی توثیق کے معنی میں سمجھنے کی ضرورت ہے جو عمومی طور پر رائج ہے۔

اگر یہ سامنے کی بات کفایت اللہ صاحب اپنی نگاہوں میں رکھتے تو اتنی دور بھٹکنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ توثیق سے کون سی توثیق مراد ہے۔انہوں نے خواہ مخواہ زحمت کی۔گزارش یہ ہے کہ کسی عبارت پر ہی کماحقہ غور فرمالیا کریں تو بہت ساری زحمت اور ریفرنس وحوالوں کی کثرت کی محنت سے بچ جائیں گے۔کیونکہ اگر نفس عبارت سے مسئلہ حل ہورہاہو تو پھر کیاضرورت ہے کہ ہم اپنی بات کو اقوال کی کثرت سے گرانبار کریں۔

حافظ ذہبی کا یہ کہنا

فمنهم: من قبله ورآه حجة

اوراس ضمن میں ابن معین کا قول پیش کرنا کفایت اللہ صاحب کی اس سلسلے میں کی گئی تمام تاویلات کو پادر ہوا کردیتاہے ثقاہت سے فلاں بات مراد ہے اور صدوق سے فلاں چیز مراد ہے۔

میرا خیال ہے کہ اس وضاحت سے آئینہ کی طرح یہ بات صاف ہوگئی ہے کہ ابن معین کی جو توثیق ذہبی نے نقل کی ہے۔اس سے کون سی توثیق مراد ہے۔توثیق اصطلاحی یاغیر اصطلاحی۔

اگرچہ ہمارے لئے یہ اس پر بحث کرنے کا بہت موقع ہے کہ ابن محرز کی روایت عن ابن معین جس کو تمام ائمہ جرح وتعدیل نے بنا ایک لفظ بھی اس کی جہالت پر تنقید کئے قبول کیاہے۔یہ ثابت کرنے کیلئے کافی ہے کہ کفایت اللہ ابن محرز کو مجہول ثابت کرکے اس کو رد کرنا تاویل بارد ہے جس کی کسی بھی ماقبل کے عالم سے تائید اور تصدیق نہیں ہوتی ہے۔

اسی طرح صالح جزرہ کی روایت اگر ہمارے سامنے نہیں ہے لیکن مزی کے سامنے ضرور ہوگی۔اب ہمارے لئے صرف اس سند کانہ ہونااس کی وجہ نہیں بنتا کہ ہم اپنے عدم علم کو مزی کے علم پر حجت قراردے دیں۔کیونکہ مزی نے مقدمہ میں کہاہے کہ جس کو وہ توثیق کے ساتھ نقل کریں گے۔اس کی سند ان کے نزدیک لاباس بہ ہے۔اور جس کو وہ مجہول صیغہ کے ساتھ نقل کریں گے اس کی سند ضعیف ہے۔

ولم نذكر إسناد كل قول من ذلك فيما بيننا وبين قائله خوف التطويل. وقد ذكرنا من ذلك الشئ بعد الشئ لئلا يخلو الكتاب من الإسناد على عادة من تقدمنا من الأئمة في ذلك.

وما لم نذكر إسناده فيما بيننا وبين قائله: فما كان من ذلك بصيغة الجزم، فهو مما لا نعلم بإسناده عن قائله المحكي ذلك عنه بأسًا، وما كان منه بصيغة التمريض، فربما كان في إسناده إلى قائله ذلك نظر ------ )تهذيب الكمال للمزى135/1(

اس کے علاوہ تفصیلی طورپر اس پر طویل بحث کی جاسکتی ہے لیکن اسکا کوئی فائدہ اس لئے نہیں ہے کہ بات موضوع کی حدود سے آگے بڑھ جائے گی جب کہ موضوع حافظ ذہبی کی نگاہ تک محدود ہے۔

اب ذرامناقب ابی حنیفہ کی عبارت پر بھی کچھ بحث کرلیتے ہیں۔

اصل زیر بحث عبارت یہ ہے؛

قلت: لم يصرف الإمام همته لضبط الألفاظ والإسناد، وإنما كانت همته القرآن والفقه، وكذلك حال كل من أقبل على فن، فإنه يقصر عن غيره , من ثم لينوا حديث جماعة من أئمة القراء كحفص، وقالون وحديث جماعة من الفقهاء كابن أبي ليلى، وعثمان البتي، وحديث جماعة من الزهاد كفرقد السنجي، وشقيق البلخي، وحديث جماعة من النحاة، وما ذاك لضعف في عدالة الرجل، بل لقلة إتقانه للحديث۔

میں جیسا کہ کہہ چکاہوں کہ یہ حافظ ذہبی کی اپنی بات نہیں ہے یعنی یہ ان کا ذاتی خیال نہیں ہے۔یہ صرف امام ابوحنیفہ کے جارحین کی جرح کا سبب بیان کیاگیاہے۔اگر یہ ان کا ذاتی خیال ہوتاتو پھر دیگر کتابوں میں بھی ہمیں اس کی جھلک نظر آتی۔

مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ نامی کتاب تاریخ الاسلام سے قبل لکھی گئی ہے۔اس کی وضاحت اس سے ہوتی ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ کے ترجمہ میں لکھاہے۔

قُلْتُ: وَأَخْبَارُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَمَنَاقِبُهُ لا يَحْتَمِلُهَا هَذَا التَّارِيخُ فَإِنِّي قَدْ أَفْرَدْتُ أَخْبَارَهُ فِي جُزْءَيْنِ. تاریخ الاسلام ص9/313

اس کتاب میں وہ امام ابوحنیفہ کی توثیق اس طورپر ذکر کرتے ہیں

وَقَالَ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدٍ جَزَرَةُ [1] وَغَيْرُهُ: سَمِعْنَا ابْنَ مَعِينٍ يَقُولُ: أَبُو حَنِيفَةَ ثِقَةٌ [2] .وَرَوَى أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحْرِزٍ عَنِ ابْنِ مَعِينٍ قَالَ: لا بَأْسَ بِهِ، لَمْ يُتَّهَمْ بِالْكَذِبِ، لَقَدْ ضَرَبَهُ يَزِيدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هُبَيْرَةَ عَلَى الْقَضَاءِ فَأَبَى أَنْ يَكُونَ قَاضِيًا۔وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ: رَحِمَ اللَّهُ مَالِكًا، كَانَ إِمَامًا، رَحِمَ اللَّهُ الشَّافِعِيَّ، كَانَ إِمَامًا، رَحِمَ اللَّهُ أَبَا حَنِيفَةَ، كَانَ إِمَامًا، سَمِعَ هَذَا ابْنُ دَاسَةٍ مِنْهُ. تاريخ الاسلام 307/9

اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ انہوں نے مناقب ابی حنیفہ میں امام ابوحنیفہ امام ابوحنیفہ کی مرویات کو قبول کرنے اوران کو حجت تسلیم کرنے والوں کاجوکلام ذکر کیاتھاوہ تقریباپورے کاپوراذکر کردیاگیاہے۔اگر کچھ ذکر نہیں کیاگیاہے تووہ صرف اور صرف یحیی بن سعید القطان کاتضعیف والا قول ہے۔

اس کی وجہ صرف یہ ہے مناقب ابی حنیفہ میں ان ان کے سامنے صرف سیرت امام ابوحنیفہ ہے اوران کو امام ابوحنیفہ کے تعلق سے تمام باتیں پیش کرنی تھیں۔اب یہ حقیقت ہے کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ پر کلام ہواہے لہذااس اعتبار سے انہوں نے مضعفین کا قول نقل کیاہے جب کہ تاریخ الاسلام میں ان کو اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف اہم باتیں ذکر کرنی ہیں لہذاانہوں نے صرف وہی باتیں ذکر کیں جوان کے نزدیک راجح ہے۔

یہیں باتیں سیر اعلام النبلاء میں بھی ہیں۔

قَالَ مُحَمَّدُ بنُ سَعْدٍ العَوْفِيُّ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ: كَانَ أَبُو حَنِيْفَةَ ثِقَةً، لاَ يُحَدِّثُ بِالحَدِيْثِ إِلاَّ بِمَا يَحْفَظُه، وَلاَ يُحَدِّثُ بِمَا لاَ يَحْفَظُ. وَقَالَ صَالِحُ بنُ مُحَمَّدٍ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ: كَانَ أَبُو حَنِيْفَةَ ثِقَةً فِي الحَدِيْثِ. وَرَوَى: أَحْمَدُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ القَاسِمِ بنِ مُحْرِزٍ، عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ: كَانَ أَبُو حَنِيْفَةَ لاَ بَأْسَ بِهِ. وَقَالَ مَرَّةً: هُوَ عِنْدَنَا مِنْ أَهْلِ الصِّدْقِ، وَلَمْ يُتَّهَمْ بِالكَذِبِ، وَلَقَدْ ضَرَبَه ابْنُ هُبَيْرَةَ عَلَى القَضَاءِ، فَأَبَى أَنْ يَكُوْنَ قَاضِياً. سير اعلام النبلاء395/6

حقیقت یہ ہے کہ چاہے سیر ہویاتاریخ الاسلام۔انہوں نے رواۃ پر بہت ساراکلام کیاہے۔اگر ان تمام رواۃ کو اکٹھاکیاجائے جس پر انہوں نے سیر اعلام النبلاءاور تاریخ الاسلام میں جرح وتعدیل کے ائمہ کے اقوال ازباب تعدیل وتجریح نقل کئے ہیں تواس کیلئے کئی جلدیں درکار ہوں گی۔

اگران کی رائے اور خیال میں امام ابوحنیفہ ضعیف راوی ہوتے توجس طرح انہوں نے دیگر رواۃ پر کلام کیاہے۔امام ابوحنیفہ کے سلسلے میں بھی ائمہ جرح وتعدیل کے جرح والے اقوال نقل کرتے۔لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایسانہیں ہے۔

یہی حال تذکرۃ الحفاظ کا بھی ہے کہ وہاں بھی امام ابوحنیفہ کے سلسلے میں توثیق کے اقوال ضرور ہیں لیکن تجریح کاکوئی قول نہیں ہے۔

یہ تین مثالیں ہمیں یہ بتانے کیلئے کافی ہیں کہ انہوں نے مناقب ابی حنیفہ میں جو کچھ قلت کے بعد کہا ہے وہ ان کی اپنی رائے اور اپنا خیال نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اس کی بازگشت اور گونج ہمیں تینوں کتابوں میں سنائی دیتی بالخصوص جہاں انہوں نے توثیق کے اقوال نقل کئے ہیں تضعیف کے بھی اقوال نقل کرتے۔

دوسرے یہ کہنا کہ اس سے صرف صالحیت اور امانت یا مختصر لفظوں میں عدالت مراد ہے حفظ وضبط نہیں۔خواہ مخواہ کی بات ہے کیونکہ اس سلسلے میں دوسرے اتنے اقوال انہوں نے ذکر کردیئے ہیں کہ ابن معین کے مذکورہ قول کی کوئی خاص حاجت نہیں رہ جاتی۔

اسی طرح جب ایک جگہ مناقب ابی حنیفہ میں انہوں نے واضح کردیا کہ ابن معین کا کلام از قبیل قبول وحجت ہے۔

فمنهم:
من قبله ورآه حجة
توپھر بقیہ جگہ پر بھی اسی کا اطلاق ہوگا بشرطیکہ اس کے مخالف کوئی دلیل ذکر کی جائے۔

اس کی ایک قوی دلیل یہ ہے کہ اگر لم یصرف سے یہ مراد ہوتا کہ امام ابوحنیفہ ذہبی کے نزدیک ضعیف ہیں تو پھر غیر مقلدین اس کو اتنا اچھالتے کہ کہ ان کی کوئی بھی کتاب اس کے ذکر سے خالی نہیں ہوتی۔جیسا کہ میزان کا الحاقی ترجمہ ان کے کتابوں میں بہت زیادہ ملتا ہے۔

یا جس طرح البانی اور مقبل الوادعی اور اس قبیل کے لوگوں کے نزدیک امام صاحب کی عدم ثقاہت کیلئے یہ دلیل بہت ہوجاتی ہے کہ امام ابوحنیفہ کے ذکر میں تقریب میں حافظ ابن حجر نے صرف فقیہہ مشہور کہا ہے۔اسی طرح حافظ ذہبی کی جانب سے بھی اس عبارت کا سینکڑوں بار تکرار اور اعادہ کیا جاتا۔لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔اور یہی خود بڑی بات ہے۔

## دیوان الضعفاء اورامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

جن حضرات نے ابن تیمیہ والا تھریڈ پڑھا ہوگا۔انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ کفایت اللہ صاحب کا اس باب میں کیا موقف ہے اور کس طرح انہوں نے تاریخ الاسلام کی آخری جلد کا محض اس لئے انکار کردیا کہ کتاب سے مصنف تک سند میں مجہول رواۃ ہیں۔لیکن دیوان الضعفاء والمتروکین میں سامنے کی باتوں کو نظر انداز کرکے ادھر ادھر سے توثیق ڈھونڈنے لگے۔

اس سلسلے میں کچھ ملاحظات،ملاحظہ ہوں۔

:1 زیر نظر کتاب دیوان الضعفاء والمتروکین امام ذہبی سے روایت کرنے والا امام ذہبی کا باضابطہ اور سماع کا شاگرد نہیں بلکہ اجازۃ شاگرد ہے۔ظاہر سی بات ہے کہ اگرچہ ہم سماع اور اجازت میں بہت فرق ہے۔موصوف کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے بعض محدثین سے سماع کے حصول سے قبل ان سے روایت کرنے لگے۔یہی وجہ رہی ہے کہ حافظ ہیثمی ان سے روایت کرنے کیلئے دوسرے کو بھی منع کرتے تھے۔

:شاگرد مذکور کی کسی نے توثیق نہیں کی یعنی ضبط کے اعتبار سے ان کا کیا حال تھا یہ کسی نے بھی بیان نہیں کیا ہے؟اگر کفایت اللہ صاحب کے پاس کوئی شہادت ہے کہ وہ ضبط کے اعتبار سے بہت اچھے تھے یا وہ ثقہ وصدوق وغیرہ تھے تو پیش کریں جیسا کہ انہوں نے امام ابن تیمیہ کے تعلق سے بعض پر اسی قبیل سے جرح کیا ہے اور ان کے کلام کو رد کیا ہے۔

:3 خط صاف نہیں تھا سخاوی لکھتے ہیں کہ ان کا املاء بہت خراب ہوا کرتا تھا اور وہ حروف کی شکلیں واضح نہیں کرتے تھے اور اس پر نقطے بھی نہیں لگاتے تھے۔وخطه سريع جداً لكنه غير طائل لكثرة سقمه وعدم نقطه وشكله(الضوء اللامع ص82/2)

:4 موصوف کی سیرت عمر کے آخری پڑاؤ میں خراب ہوگئی تھی۔سخاوی نے اسکی تفصیل تو پیش نہیں کیا ہے لیکن انداز بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خرابی از قبیل دیانت ودینداری تھی۔سخاوی مختصر الکھتے ہیں۔ وساء حاله وقبحت سيرته، حتى مات مقلاً ذليلاً(الضوء اللامع ص82/2)

5: تحقیق کا جو طریقہ کار ہے اس کے لحاظ سے دیکھیں تو یہ کوئی بعید نہیں ہے کہ جب موصوف کا خط انتہائی بگڑا ہوا ہو اور حروف کی شکلیں درست نہ ہوں اور اس پر نقطے بھی نہ ہوں تو محقق اس کتاب کی جانب رجوع کرتا ہے جس کے بارے میں مصنف نے وضاحت کردی ہو کہ وہ فلاں سابق کتاب پر یہ کتاب لکھ رہا ہے۔ حافظ ذہبی نے واضح کردیا ہے کہ ان کی یہ کتاب ابن جوزی کی کتاب سے ماخوذ ہے تو کوئی بعید نہیں محقق نے ابن جوزی کی کتاب کی عبارت کو یہاں اٹھا کر نقل کردیا ہو۔

6: یہ قطعا معلوم نہیں ہے کہ موصوف نے یہ کتاب کب لکھی۔ سیرت خراب ہونے سے قبل یا بعد میں۔ اور جب یہ معلوم نہیں ہے تو پھر کیسے اس پر وہ شخص اعتماد کرلے جس کا موقف یہ ہو کہ سند صحیح ہونی چاہئے۔

اگر مخالفین واقعتا چاہتے ہیں کہ اس کتاب کی نسبت حافظ ذہبی کی جانب درست مانی جائے تو اپنے موقف کے اعتبار سے ان تمام سوالات کے جوابات دے دیں ان کی بات تسلیم کرنے میں ہمیں کوئی عذر نہیں ہو گا۔ انشاء اللہ۔

## ہمارا موقف

کتاب کو اگر منسوب تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی اس سے بات نہیں بنے گی ہم اپنی بات کو مفصل اور مدلل طور پر آخر میں پیش کریں گے کہ اگر یہ مانا بھی جائے کہ دیوان الضعفاء والمتروکین حافظ ذہبی کی ہے اور اس میں امام ابوحنیفہ کا ترجمہ ہے پھر بھی کفایت اللہ صاحب کا مدعا ثابت نہیں ہو گا۔

کفایت اللہ سنابلی صاحب کہتے ہیں؛

جب یہ معلوم ہو گیا کہ امام ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب دیوان الضعفاء ایک ثابت شدہ کتاب ہے اور موجودہ نسخہ بھی مستند ہے تو عرض ہے کہ اس کتاب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ موجود ہے، کتاب اور نسخہ کے ثابت ہونے کے بعد اس کے الحاق کا بچکانہ دعوی کرنا محض تعصب اور اندھی عقیدت ہے، اور علم وتحقیق کی دنیا میں اس قسم کے پھسپھسے دعوے بے حقیت ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی مضحکہ خیز بھی ہیں۔

میزان الاعتدلال میں تو احناف نے یہ عذرلنگ پیش کیا کہ بعض نسخوں میں یہ ترجمہ نہیں ہے اس لئے یہ الحاق ہے لیکن کیا دیوان الضعفاء کے کسی دوسرے نسخے میں بھی امام صاحب کا ترجمہ غائب ہے ؟؟؟؟؟؟

عرض یہ ہے کہ کفایت اللہ صاحب کے اصول پر تو قطعا ثابت نہیں ہوا۔ صرف اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ ایک کتاب اس نام کی حافظ ذہبی کی ہے لیکن اس کا کوئی مستند نسخہ جس کی سند صحیح ہو یا کسی نسخہ کے استناد کیلئے کفایت اللہ صاحب جو معیار قائم کرتے ہیں اس پر دیوان الضعفاء والمتروکین قطعا ثابت نہیں ہوتی۔ مجھے اپنی غلطی تسلیم کرکے خوشی ہو گی۔ کفایت اللہ صاحب صرف اتنا کردیں کہ اس تعلق سے جو 6 سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ ان کے جوابات ہمیں مرحمت فرمادیں۔ تاکہ ہم بھی قائل ہوجائیں

ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند

لیکن ہم جانتے ہیں کہ این خیلے دشوار است اور

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

نیز اس کتاب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں جو بات نقل ہوئی ہے وہ ائمہ فن سے ثابت ہے اوران کی اپنی کتاب میں موجود ہے لہذا اس پہلو سے بھی اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

ائمہ فن ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں لیکن ہمارا موضوع ائمہ فن نہیں بلکہ حافظ ذہبی کا نکتہ نگاہ ہے۔

لطف تو یہ ہے کہ اس کتاب کے ناسخ ایک معروف مشہور حنفی عالم ہیں آخر انہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کیا دشمنی تھی کہ انہوں نے اس کتاب میں مستقل ان کے ترجمہ کا اضافہ کر دیا؟؟؟؟؟ایک حنفی عالم کی طرف سے اس کتاب کا نسخ اس بات کا قوی سے قوی تر ثبوت ہے کہ اس کتاب میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ترجمہ الحاقی نہیں ہے۔

کفایت اللہ صاحب سوال کرتے ہیں کہ حنفی عالم کو امام ابو حنیفہ سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے۔گزارش ہے کہ یہ ساء حالہ وقبحت سیرتہ کا بھی توشاخسانہ ہو سکتا ہے۔اس پر بھی تھوڑی دیر ٹھہر کر غور کر لیں۔

المغنی فی الضعفاء اور میزان الاعتدال۔

دیکھتے ہیں کہ اس میں ناقدین نے کس جملہ سے استدلال کیا ہے۔

آیئے ان کے دعوے کا جائزہ لیتے ہیں کہ یہ علم اور تحقیق پر مبنی ہے یا محض خوش گمانی اور بدگمانی کی ترکیب اور امتزاج واختلاط سے اس کی تخلیق کی گئی ہے۔

المغنی میں حافظ ذہبی اسماعیل کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

إِسْمَاعِيل بن حَمَّاد بن النُّعْمَان بن ثَابت قَالَ ابْن عدي ثَلَاثَتهمْ ضعفاء

میزان الاعتدال میں عبارت حافظ ذہبی نے امام ابو حنیفہ کے پوتے اسماعیل کے بارے میں لکھا ہے۔

إسماعيل بن حماد بن النعمان بن ثابت الكوفى. عن أبيه. عن جده. قال ابن عدى: ثلاثتهم ضعفاء. [ميزان الاعتدال موافق رقم 1/ 226]۔

اس کے بعد انہوں نے کچھ ایسے تراجم پیش کئے ہیں جہاں ایک راوی کے ضمن میں دوسرے راوی پر کلام کیا گیا ہے اور اس سے دلیل اخذ کی گئی ہے۔
پھر مخالفین یہ دلیل پیش کر کے لکھتے ہیں؛

لہٰذا اگر جدلا مان لیا جائے کہ امام صاحب کا ترجمہ علیحدہ طور پر میزان میں نہیں ہے تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ اس کتاب میں دوسرے رواۃ کے ترجمہ کے بضمن موجود ان کی تضعیف سے نظر پوشی کر لی جائے اور بے دھڑک کہہ دیا جائے کہ اس کتاب میں امام صاحب کا ذکر ہی نہیں۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ؛

1: حقیقت یہ ہے کہ ابن عدی کی اسماعیل بن حماد کے بارے میں دو طرح کے قول ہوتے ایک میں علیحدہ کلام کیا جاتا اور دوسرے میں تینوں کو ساتھ ملا کر اور اس کے بعد حافظ ذہبی اس نقد کو اختیار کرتے جس میں تینوں پر کلام ہے تو یہ ایک قوی وجہ ہوتی کہ حافظ ذہبی کے نزدیک بھی تینوں ضعیف ہیں لیکن جب مسئلہ یہ ہے اور صورت حال یہ ہے کہ ابن عدی کا اسماعیل بن حماد کے بارے میں صرف ایک ہی نقد ہے جس میں تینوں شامل ہیں۔تو اسماعیل بن حماد کے ذکر میں ابن عدی کا قول نقل کرتے وقت تینوں کا ذکر نہ کیا جائے تو کیا کیا جائے۔

2: اگر معاملہ ایسا ہی ہوتا تو اس کے برعکس حافظ ذہبی امام ابو حنیفہ کو مستقل ذکر کرتے اور اس کے ضمن میں حماد اور اسماعیل کو ضعیف قرار دیتے۔اس کے بجائے اسماعیل کے ذکر میں حماد اور امام ابو حنیفہ کو ضمناً ذکر کرنا بیل کے آگے بنڈی چلانا ہے۔

3: اگر اسماعیل کے تذکرہ میں ضمنی طور پر امام ابو حنیفہ کا نام آجانے سے ضعف ثابت ہوتا ہے اور یہ حافظ ذہبی کا قول ہوتا ہے تو پھر عراقی، سخاوی اور سیوطی اتنے کم فہم نہ تھے کہ ایسی بات نہ سمجھ سکتے اور بے دھڑک یہ بات کہہ دیتے انہوں نے میزان الاعتدال میں ائمہ متبوعین کا ذکر نہیں کیا ہے۔

:4یہ بات مشہور عالم ہے کہ حافظ ابن حجر نے لسان المیزان میں امام ابو حنیفہ کا تذکرہ نہیں کیا۔اگر محض اسماعیل کے بارے میں ابن عدی کے قول مین ضمنا امام ابو حنیفہ کا نام آنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کتاب مین ان کا تذکرہ ہے تو پھر ابن عدی کا یہ قول تو لسان المیزان 1 / 399) میں بھی موجود ہے۔

"إسماعيل" 3 بن حماد بن النعمان بن ثابت الكوفي عن أبيه عن جده قال ابن عدي ثلاثتهم ضعفاء

اوراگر اس سے یہی سمجھ میں آتا تو پھر البانی جیسے لوگ امام ابو حنیفہ کی تضعیف پر یہ دلیل نہ ڈھونڈتے کہ حافظ ابن حجر نے تقریب میں صرف فقیہہ مشہور کہاہے۔
ولذلك لم يزد الحافظ ابن حجر في " التقريب " على قوله في ترجمته: فقيه مشهور. !
)سلسلة الاحاديث الضعيفة 572/1(

کچھ دیگر کلمات توثیق ذکر نہیں کئے۔بلکہ وہ دھڑلے سے کہہ رہے ہوتے کہ امام ابو حنیفہ کا تذکرہ لسان المیزان میں اسماعیل کے تذکرہ میں موجود ہے اور یہ بات اس کیلئے کافی ہے کہ وہ حافظ ابن حجر کی نگاہ مین ضعیف ہیں۔

:5مقبل الوادعی نے بھی نشر الصحیفۃ میں ابن عدی کے امام ابو حنیفہ پر جرح کے سلسلہ میں صرف اسی کلام کو نقل کیاہے جہاں ابن عدی نے امام ابو حنیفہ پر ہی کلام کیاہے ۔اوراس مقام سے تعرض تک نہیں کیاجہاں اسماعیل کے ضمن میں امام ابو حنیفہ پر کلام موجود ہے۔

:6اور صرف البانی ہی کیوں۔تقریبا ہر غیر مقلد عالم اس قول کی دہائی دے رہاہوتا اور کثرت استعمال سے یہ جملہ پامال ہو گیاہوتا لیکن خوردبین لے کر ڈھونڈنے سے بھی یہ ملنامشکل ہے کہ کسی عالم نے اسماعیل کے ذکر میں امام ابو حنیفہ کے ضمنی تذکرہ کو دلیل ضعیف بنایاہو۔یہ صرف کفایت اللہ کی اپنی اپج اور ذہنی اختراع ہے۔دوسری بات جتنے بھی راویوں کا تذکرہ کفایت اللہ صاحب نے کیاہے ان میں اورامام ابو حنیفہ میں بعد المشرقین ہے۔

:7امام ابو حنیفہ کی شہرت اور جلالت علمی جس کو حافظ ذہبی کہیں الامام الاعظم تو کہیں عالم العراق سے یاد کرتے ہیں۔ان مجہول اور متروک راویوں سے کوئی نسبت نہیں رکھتی۔

آپ اگر اردوادب میں ہندوستان کے شاعروں پر کوئی کتاب لکھتے ہیں تو کسی خطے کے غیر معروف اور غیر معیاری شاعروں کو دوسرے شاعروں کے حالات مین ضمنی طور پر بیان کرسکتے ہیں لیکن میر وغالب جیسے شاعروں کو آپ کسی دوسرے کے ضمن میں بیان کر دیں اسے کوئی بھی قبول نہیں کرے گا اوراگر کہیں ان کا تذکرہ کسی مناسبت سے کسی دوسرے غیر معیاری شاعر کے تذکرہ میں آگیاہو گا مثلاوہ اس کا شاگرد ہو یااسی شہر کا رہنے والاہو یاکچھ اور تواس کو کوئی بھی اس کی دلیل نہیں بنائے گا میر وغالب بھی غیر معیاری شاعر ہیں کیونکہ فلاں غیر معیاری شاعر کے تذکرہ میں ضمنی طور پر ان کا نام آیاہے۔بالخصوص اس وقت جب کہ آپ نے مستقل طور پر بڑے شعراء کے طور پر ان کا تعارف بھی کرایاہو۔

بعینہ دیکھیں تو یہی حالت امام ابو حنیفہ کی ہے۔امام ابو حنیفہ کو حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ مین ذکر کرتے ہیں۔ سیر اعلام النبلاء میں ذکر کرتے ہیں تاریخ الاسلام میں ذکر کرتے ہیں۔ تذہیب التہذیب میں ذکر کرتے ہیں۔اگر امام ابو حنیفہ ضعیف ہیں تو المغنی میں بھی مستقل تذکرہ کرتے اور میزان الاعتدال میں بھی مستقل تذکرہ کرتے۔

:8یہ بات بانگ دہل کہی جاسکتی ہے کہ اگر محض ضمنی تذکرہ ضعف کیلئے کافی ہوتا تو ہمارے مہربانوں کو مستقل ترجمہ الحاق کرنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑتی؟لیکن چونکہ اس سے مطلب حاصل نہیں ہورہاتھالہذا مستقل ترجمہ تخلیق کرکے الحاق کیاگیا۔لیکن جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔اور جلد ہی اسکا کذب ہونا بھی واضح ہو گیا۔شاید یہی وجہ ہے کہ البانی نے بھی تضعیف کے موقع پر میزان کا حوالہ نہیں دیابلکہ دیوان الضعفاء والمتروکین کا حوالہ دیاہے۔اگر میزان میں مستقل ترجمہ کا ثبوت البانی کے نزدیک ہوتا تو وہ اولا میزان کا ہی حوالہ دیتے کیونکہ جتنی مشہور،متداول اور مصنف سے ثابت یہ کتاب ہے دیوان الضعفاء والمتروکین نہیں ہے۔

میزان الاعتدال میں الحاقی ترجمہ پر ایک بحث

ناقدین میزان الاعتدال میں امام ابوحنیفہ کے مستقل ترجمہ پر کئی نکات کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ہم فرداًفرداًان کا جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ میزان علم پر یہ کہاں تک ثابت ہوتے ہیں۔

اولاً:

بعض نسخوں میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تراجم کی طرح اور بھی بہت سے رواۃ کے تراجم ساقط ہیں تو کیا یہ دعوی کر دیا جائے کہ ان رواۃ کا ترجمہ بھی الحاقی ہے ؟؟اب تک کسی نے ایسی بات نہیں کہی ہے پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ ہی کے ساتھ ایسا رویہ کیوں ؟؟؟

ثانیاً:

کتابوں میں نسخوں کا اختلاف عام بات ہے اور ایک نسخہ کے نقص کو دوسرے نسخہ سے پورا کرنا تحقیق کا اصول ہے خود احناف بھی اس اصول کو مانتے ہیں، جس کی چند مثالیں علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے تحقیق الکلام میں پیش کی ہے اور عبدالحیی لکنوی کے اس دعوی کارد کیا ہے کہ میزان میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ترجمہ الحاقی ہے، قارئین تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں تحقیق الکلام فی وجوب القراۃ خلاف الامام: ص ۱۴۵،۱۴۴

بعضوں کا سوال یہ ہے کہ تراجم کی کتابوں میں عموماایساہوتاہے کہ بعض نام رہ جاتے ہیں بعض نسخوں میں بعض نام زیادہ ہوتے ہیں تواس کو الحاق کی دلیل نہیں بناناچاہئے۔بلکہ اس کو بعض نسخوں کی کمی وزیادتی مانناچاہئے۔

سوال معقول ہے۔

جواب یہ ہے کہ عام روات کے سلسلہ میں یہ بات تسلیم کی جاسکتی ہے۔لیکن ہرراوی کے بارے میں اسی نظریہ کا اظہار نہیں کیاجاسکتا۔عام روات کے سلسلہ میں اتنی زیادہ کھوج پڑتال کوئی نہیں کرتا۔کھوج پڑتال ہوتی ہے توصرف بڑے ناموں کے بارے میں۔

اگر کسی مشہور محدث مثلاامام بخاری یاکسی دوسرے کاضعفاء مین ذکر آئے تو محقق کو اولایقین نہیں آئے گا۔ثانیاوہ نسخہ کی صداقت کو دیکھے گا۔ثالثا وہ مصنف کی تمام تحریروں کو یکجاکرے گا۔اس کے بعد ہی کسی نتیجے پر پہنچے گا۔جب کہ یہ چیزیں عام روات کے ساتھ نہیں برتی جاتی۔یہ ایسی محسوس اور مشاہد بات ہے کہ کوئی بھی شخص جس کا تحقیق سے تعلق ہے انکار نہیں کرسکتا۔

اس کی ایک مثال دیکھیں۔

زغل العلم حافظ ذہبی کی کتاب نہیں ہے۔کیوں کہ اس میں ابن تیمیہ کا تذکرہ بصورت ذم موجود ہے؟صرف یہی چیز غیر مقلدین کیلئے کافی ہوجاتی ہے کہ وہ اس کتاب کاہی انکار کردیں۔

تاریخ الاسلام کی آخری جلد حافظ ذہبی کی نہیں ہے کیوں ؟صرف اس لئے کہ اس میں ابن تیمیہ کا تذکرہ موجود ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اگر کفایت اللہ صاحب خود اپنے گریبان میں تھوڑی دیر جھانک کر غور کرتے توانہیں اس سوال کانہایت معقول جواب سمجھ میں آجاتا۔

غیر مقلدین کے مقابل ہم نے بڑاصبر وضبط برتاہے کہ پوری کتاب کا انکار نہیں کیابلکہ دلائل کی بنیاد پر اورایسے دلائل جوناقابل تردید ہیں اس کی بنیاد پر دعویٰ کیاہے کہ امام ابوحنیفہ کاترجمہ الحاقی اورزائدہے۔اس کی مزید تفصیل ہم آگے عرض کرنے والے ہیں۔

## میزان الاعتدال کے نسخوں پر ایک بحث

ایک مصنف کتاب لکھتا ہے تراجم اور روات پر۔

اس کے ایک ترجمہ پر اختلاف ہے کہ آیا مصنف نے ہی اس کو لکھا ہے یا پھر کسی نے بعد میں داخل کر دیا ہے۔ چونکہ لوگوں کو امام ابو حنیفہ سے خدا واسطے کا بغض رہا ہے اس لئے انہوں نے دوسرے مصنفین پر بھی ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاریخ و تراجم کی کتابوں میں یہ موجود ہے کہ صاحب سفر السعادۃ والقاموس کی جانب بھی لوگوں نے اپنے جی سے ایک کتاب لکھ کر منسوب کر دی جس میں امام ابو حنیفہ پر طعن و تعریض موجود تھی جب اس کے بارے میں صاحب سفر السعادۃ سے پوچھا گیا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا اور اس کے جلانے کا حکم دے دیا۔

اب اسی کتاب کا ایک ایسا نسخہ دستیاب ہوتا ہے جو مصنف کے بالکل آخری دنوں میں اس پر پڑھا گیا ہے۔ اور اس میں وہ مختلف فیہ نام یا ترجمہ موجود نہیں ہے تو کیا محض یہ نسخہ ہی اس اختلاف کو ختم نہیں کر دیتا۔ کہ چلو مان لیا کہ مصنف نے اپنے کسی نسخہ میں یہ ترجمہ لکھا ہوگا۔ لیکن آخری نسخہ جو مصنف پر پڑھا گیا اور پڑھنے والے بھی حافظ حدیث ہیں اس میں وہ ترجمہ موجود نہیں ہے تو یہ ثابت کرنے کیلئے کافی ہونا چاہئے کہ اگر مصنف نے کسی نسخہ میں وہ ترجمہ لکھا بھی ہوگا تو بعد میں اس سے رجوع کر لیا ہوگا۔

ان حضرات کو چاہئے کہ وہ ایسے تمام نسخے جس میں امام ابو حنیفہ کا تذکرہ موجود ہے کی صحت اور مصنف پر کب پڑھا گیا اس تعلق سے تمام معلومات ہمیں اس تھریڈ میں پیش کر دیں جیسا کہ ہم نے ان نسخوں کے تعلق سے تحقیقی بات پیش کی ہے کہ مصنف پر کب کب پڑھا گیا اس سے ہی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ظاہر ہو جائے گا اور حق و باطل واضح ہو کر سامنے آجائے گا۔

اگر ان کو اس ترجمہ کو صحیح ماننے پر اصرار ہے تو محض اتنا کر دیں کہ

قرات جميع كتاب ميزان الاعتدال فى نقدالرجال وماعلى الهوامش من التخاريج والحواشى والملحقات بحسب التحرير والطاقة والتؤدة على مصنفه شيخناالامام العلامة ---الذهبى فسح الله فى مدته فى مواعيد طويلة وافق آخرها يوم الاربعاء العشرين مين شهر رمضان المعظم فى سنة سبع واربعين وسبع ماءة فى الصدريه بدمشق ،واجاز جميع مايرويه وكتب محمد(بن على الحنفى)بن عبدالله------

اس تاریخ کے بعد والا کوئی ایسا نسخہ میزان الاعتدال کا ہمیں پیش کر دیں جو مصنف پر پڑھا گیا ہو اور اس میں امام ابو حنیفہ کا تذکرہ موجود ہو۔ اگر وہ یہ سب نہیں کر سکتے تو انہیں مان لینا چاہئے کہ میزان الاعتدال میں امام ابو حنیفہ کا مستقل ترجمہ کی بات اولا تو بے بنیاد ہے اور تنازلاً انتہائی مرجوح ہے۔

ہم نے اپنی یہ بات کہ میزان الاعتدال کے وہ نسخے جو مصنف سے قریبی عہد کے لوگوں کے پاس تھے اس میں بھی امام ابو حنیفہ پر کا تذکرہ نہیں ہے اس پر حافظ عراقی، سیوطی اور سخاوی کے کلام سے استشہاد پیش کیا تھا کہ انہوں نے تصریح کی ہے اس میں ائمہ متبوعین کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔ اس کی کیا تاویل کفایت اللہ صاحب کرتے ہیں دیکھتے چلیں۔

بعض حضرات امام سخاوی کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں:

وَأَبِي زَكَرِيَّا السَّاجِيِّ، وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحَاكِمِ وَأَبِي الْفَتْحِ الْأَزْدِيِّ وَأَبِي عَلِيِّ بْنِ السَّكَنِ وَأَبِي الْفَرَجِ بْنِ الْجَوْزِيِّ، وَاخْتَصَرَهُ الذَّهَبِيُّ، بَلْ وَذَيَّلَ عَلَيْهِ فِي تَصْنِيفَيْنِ وَجَمَعَ مُعْظَمَهُمَا فِي مِيزَانِهِ فَجَاءَ كِتَابًا نَفِيسًا عَلَيْهِ مُعَوَّلُ مَنْ جَاءَ بَعْدَهُ، مَعَ أَنَّهُ تَبِعَ ابْنَ عَدِيٍّ فِي إِيرَادِ كُلِّ مَنْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَلَوْ كَانَ ثِقَةً، وَلَكِنَّهُ الْتَزَمَ أَنْ لَا يَذْكُرَ أَحَدًا مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا الْأَئِمَّةِ الْمَتْبُوعِينَ [فتح المغيث بشرح ألفية الحديث 4/ 348]

عرض ہے کہ اس عبارت میں امام سخاوی رحمہ اللہ امام ذہبی کی کتاب میزان کے مشمولات پر بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ میزان کے مقدمہ میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے کتاب کا جو منہج بتایا ہے اس کی طرف مختصر اشارہ کر رہے ہیں ملون الفاظ پر غور کریں، اور پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مقدمہ کی اس عبارت میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے استثناء بھی ذکر کیا ہے۔

احناف کو تاویل کا طعنہ دینے والے مطلب بر آری کیلئے ایسی تاویل کرتے ہیں کہ جس سے علم اور تحقیق تو ایک طرف خود مصنف بھی حیران رہ جائے کہ اچھا میں نے تو ایسا سوچا تک نہیں تھا میرا ذہن نہیں کیا گیا۔ یہ نئے مجتہدین میری عبارت میں جس معنی کا ثمر اور پھل جمع کر رہے ہیں اس کا بیج تو میں نے بویا ہی نہیں۔

اقبال نے سچ کہاہے؛

ولے تاویل شاں در حیرت انداخت

خدا و جبرئیل و مصطفے را

احناف پر تاویل کاالزام اہل الرائے کی تہمت لگتی ہی رہی ہے لیکن وہ لوگ جو احناف کو متہم کرتے ہیں وہ کیوں تاویل کابازار گرم کئے ہوئے ہیں۔

مجھ کو تو سکھادی ہے افرنگ نے زندیقی

اس دور کے ملاہیں کیوں ننگ مسلمانی

مخالفین لکھتے ہیں۔

حافظ نے شرط ٹھہرایاتھاکہ وہ ائمہ متبوعین کا ذکر نہیں کریں گے اورنام لے کر یہ بات کہی تھی کہ جیسے امام ابوحنیفہ امام شافعی اوربخاری وغیرہ۔ یہ کہناکہ سخاوی ذہبی کی کتاب میزان کے مشمولات پر بات نہیں کررہے ہین بلکہ منہج کی طرف مختصراًاشارہ کررہے ہیں محض تحکم اور سینہ زوری ہے۔اس کیلئے دلیل چاہئے۔جب کہ عبارت بڑی واضح اور صاف ہے کہ وہ مشمولات پر ہی گفتگو کررہے ہیں۔ذراعبارت کاترجمہ کردوں تاکہ دیگر قارئین بھی سمجھ سکیں۔

وَأَبِي زَكَرِيَّا السَّاجِيِّ، وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحَاكِمِ وَأَبِي الْفَتْحِ الْأَزْدِيِّ وَأَبِي عَلِيِّ بْنِ السَّكَنِ وَأَبِي الْفَرَجِ بْنِ الْجَوْزِيِّ، وَاخْتَصَرَهُ الذَّهَبِيُّ، بَلْ وَذَيَّلَ عَلَيْهِ فِي تَصْنِيفَيْنِ وَجَمَعَ مُعْظَمَهُمَا فِي مِيزَانِهِ فَجَاءَ كِتَابًا نَفِيسًا عَلَيْهِ مُعَوَّلُ مَنْ جَاءَ بَعْدَهُ، مَعَ أَنَّهُ تَبِعَ ابْنَ عَدِيٍّ فِي إِيرَادِ كُلِّ مَنْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَلَوْ كَانَ ثِقَةً، وَلَكِنَّهُ الْتَزَمَ أَنْ لَا يَذْكُرَ أَحَدًا مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا الْأَئِمَّةِ الْمَتْبُوعِينَ [فتح المغيث بشرح ألفية الحديث 4/ 348]

(ضعیف رواۃ پر کتاب تصنیف کرنے والوں میں)ابوزکریاالساجی،ابوعبداللہ الحاکم،ابوالفتح الازدی اورابوعلی ابن السکن اورابوالفرج ابن الجوزی ہیں۔ابن جوزی کی کتاب کاذہبی نے اختصار کیا۔اور صرف اختصار ہی نہیں کیابلکہ اس پر بطورذیل دومزید کتابیں لکھیں اوران تمام کابیشتر حصہ میزان الاعتدال میں جمع کردیا۔اس طورپر میزان الاعتدال ضعیف رواۃ کے سلسلہ میں ایک بہترین کتاب کے طورپر وجودپذیر ہوئی اور بعد والوں نے اسی پر بھروسہ کیاہے۔ذہبی نے میزان الاعتدال میں ابن عدی کے طریقہ کار کی پیروی کی ہے کہ اس میں ہر ایسے شخص کو ذکر کیاہے جس پر کلام ہواہے اگرچہ وہ ثقہ ہی کیوں نہ ہو۔لیکن اس کے ساتھ انہوں نے اس کی پابندی کی ہے کہ اس میں کسی صحابی کاتذکرہ نہیں کرتے اورنہ ہی ائمہ متبوعین کا۔

:1 یہ عبارت سامنے رکھئے اوردیکھئے کہ انہوں نے ذہبی کے منہج کی جانب اشارہ کیاہے یاپھر میزان الاعتدال کے مشمولات پر گفتگو کی ہے۔اگر سخاوی کو منہج پر ہی گفتگو کرنی ہوتی توپھر وہ ذہبی کی عبارت کو پیش کردیتے۔اور یہ ان کیلئے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔اس کے بجائے انہوں نے میزان الاعتدال پر جوکچھ بھی کہاہے وہ اپنی بات کے طورپر پیش کیاہے۔اس کو منہج کی طرف مختصراًاشارہ کہنابات کو غلط رخ دینے کے مترادف ہے۔

:2مان لیاکہ منہج کی جانب اشارہ کررہے ہیں لیکن اگر حافظ ذہبی نے استثناء کے بعد امام ابوحنیفہ کاذکر کیاہو تاتوپھر سخاوی کیلئے یہ کیسے صحیح ہوجائے گاکہ وہ کہہ دیں کہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں اس کی پابندی کی ہے کہ اس میں کسی صحابی کاتذکرہ نہیں کریں گے اورنہ ہی ائمہ متبوعین کا۔ اگر امام ابوحنیفہ کا تذکرہ ہوتاتوسخاوی کی عبارت یہ نہیں ہوتی بلکہ یہ ہوتی کہ انہوں نے اپنی کتاب میں ائمہ متبوعین کے تذکرہ نہ کرنے کی شرط ٹھہرائی تھی مگر امام ابوحنیفہ کاذکر کیا۔مطلقاًاتناکہناکہ انہوں نے ائمہ متبوعین کے تذکرہ نہ کرنے کی پابندی کی ہے یہ بتارہاہے کہ ذہبی نے جواستثناء کیاتھاوہ ایک فرضی صورت حال تھی۔کہ اگر میں ایساکروں گاتواس میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھوں گا۔

اس قضیہ فرضیہ کوجوقضیہ وجوبیہ سمجھے توفلیبک علی نفسہ

اور صرف سخاوی ہی کیوں دیکھئے عراقی اورسیوطی کی عبارت بھی دیکھتے چلیں۔

امام عراقی المتوفی:806رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والسَّاجيُّ، وابنُ حِبَّانَ، والدَّارَقطنيُّ، والأزديُّ، وابنُ عَدِيٍّ؛ ولكنَّهُ ذكرَ في كتابِهِ الكاملِ كلَّ مَنْ تُكُلِّمَ فيهِ، وإنْ كانَ ثقةً، وتَبِعَهُ على ذلكَ الذَّهبيُّ في الميزانِ، إلاَّ أنَّهُ لَمْ يذكرْ أحداً منَ الصحابةِ والأئمةِ المتبوعينَ، وفاتهُ جماعةٌ، ذيَّلْتُ عليهِ ذيلاً في مجلدٍ[شرح التبصرة والتذكرة ألفية العراقي 2/ 324]،

امام سیوطی المتوفی:911فرماتے ہیں:

وَالدَّارَقُطْنِيِّ، وَغَيْرِهَا، كَكِتَابِ السَّاجِيِّ، وَابْنِ حِبَّانَ، وَالْأَزْدِيِّ، وَالْكَامِلِ لِابْنِ عَدِيٍّ.إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ كُلَّ مَنْ تُكُلِّمَ فِيهِ وَإِنْ كَانَ ثِقَةً، وَتَبِعَهُ عَلَى ذَلِكَ الذَّهَبِيُّ فِي الْمِيزَانِ، إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ أَحَدًا مِنَ الصَّحَابَةِ، وَالْأَئِمَّةِ الْمَتْبُوعِينَ، وَفَاتَهُ جَمَاعَةٌ، ذَيَّلَهُمْ عَلَيْهِ الْحَافِظُ أَبُو الْفَضْلِ الْعِرَاقِيُّ فِي مُجَلَّدٍ.[تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي 2/ 890]۔

ان حضرات کے نزدیک اس کی تاویل یہ ہے۔

قارئین دونوں عبارتوں کا موازنہ کریں تو صاف معلوم ہو گا کہ امام سیوطی نے دراصل امام عراقی ہی کی بات نقل کر دی ہے، بہر حال ان عبارتوں سے متعلق بھی ظن غالب یہی ہے کہ ان اہل علم نے امام ذہبی رحمہ اللہ کے مقدمہ والی بات کا خلاصہ پیش کیا ہے نہ کہ کتاب کے مشمولات پر کوئی تبصرہ کیا ہے، اور پہلے وضاحت کی جاچکی ہے مقدمہ کی اس عبارت میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے استثناء بھی ذکر کیا ہے۔ بالفرض مان لیا جائے کہ ان اہل علم نے کتاب کے مشمولات پر بات کی ہے تو انہوں نے اپنے پاس موجود ان نسخوں کی بنیاد پر یہ بات کی ہے جن میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ترجمہ نہیں ہے، لیکن چونکہ دیگر نسخوں میں یہ بات ثابت ہے لہٰذا ان علماء کا ان نسخوں سے مطلع نہ ہونا ان کے غیر معتبر ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

سیوطی اور عراقی نے اگر ذہبی کا منہج ہی نقل کیا ہے کتاب کے مشمولات پر گفتگو نہیں کی ہے تو بھی ان کی ذمہ داری تھی کہ اگر امام ابو حنیفہ کا ذکر ہوا ہے تو اس کو بتاتے یہ نہیں کہتے۔

## إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ أَحَدًا مِنَ الصَّحَابَةِ، وَالْأَئِمَّةِ الْمَتْبُوعِينَ

ان دونوں کا مطلقا اس کو ذکر کرنا ہی بتارہا ہے کہ میزان الاعتدال میں امام ابوحنیفہ کا ذکر نہیں ہوا ہے اس کی ایک واضح مثال لیں۔ میں شعرائے لکھنو پر ایک کتاب لکھوں اور اس کا التزام کروں کہ صرف شعرائے لکھنو پر ہی کتاب لکھوں گا۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ کسی وقت شعرائے دہلی کا بھی تذکرہ کروں۔

اب میری کتاب میں اگر غالب کا تذکرہ موجود ہے تو کیا میری کتاب پر کلام کرتے وقت کوئی بھی بعد کا ناقد صرف میری بات ذکر کرے گا اور اس کو بیان نہیں کرے گا کہ میں نے اگرچہ التزام کیا تھا کہ صرف شعرائے لکھنو کا تذکرہ کروں گا لیکن اس میں کچھ شعرائے دہلی کا بھی ذکر ہے اور اس لئے کہ انہوں نے اس کی وضاحت کر دی تھی؟ میرا نہیں خیال ہے کہ اس دیوار پر لکھی بات کو سمجھنے کیلئے کسی فلسفہ اور ایچ پیچ اور ماجستیر و دکتوراہ یا اختصاص کی ضرورت ہو گی۔ بعضوں نے بالفرض سے جو بات شروع کی ہے وہ بڑی نادر تحقیق ہے۔ علماء اور محققین اس کو صرف اوراق میں ہی محفوظ نہ کریں بلکہ دامن دل سے باندھ لیں۔ ایک شخص کے ترجمہ پر اختلاف ہے۔ کچھ لوگ اس کے ترجمہ کو الحاقی بتاتے ہیں اور بعض کی ضد ہے کہ نہیں یہ درست ہے ایسے میں مصنف کی کتاب سے قریبی عہد کے افراد کے بیانات اور ان کے نسخے ہمارے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے! سبحان اللہ۔

گزارش یہ ہے کہ کفایت اللہ صاحب تحقیق کے موضوع پر لکھی کتابوں کو ذرا غور سے پڑھیں کہ تحریف کیسے ہوتی ہے اس کو کیسے ثابت کیا جاتا ہے محض نسخوں کے اختلاف کا حوالہ دے کر کہ یہ بھی صحیح اور وہ بھی صحیح درست طریقہ کار نہیں ہے۔

نسخے بھی صحت وضعف کے اعتبار سے متفاوت ہوتے ہیں۔ ہر نسخہ یکساں نہیں ہوتا۔

ہماری دوبارہ ناقدین سے گزارش ہے کہ وہ امام ابو حنیفہ کے ترجمہ والے نسخوں کا مکمل تعارف کر دیں تا کہ ہمیں بھی سمجھ میں آجائے کہ ایسے نسخے کتنے وثاقت رکھتے ہیں۔اوران نسخون کے مقابلہ میں جن میں امام ابو حنیفہ کاترجمہ نہیں ہے کیاحال ہے۔واضح ہو جائے۔